

دُکھانور محمدی دُکھانی رسول

رسم و آداب نمبر ۶

نانک قدرت ویکھ کر خود گیمے سبھول

مقاصد

اسلام کی خمیوں اور اسکی بکات
کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس
کی فضیلت بیان کرنا
(۲) آریہ اور عیسائیوں کے اسلام
کو سچا نا
(۳) الزامات کی گرد و غبار کو
اسلام کے منور چہرے سے ہٹا لیں
عقلی و فنی دور کرنا
(۴) تاج
برطانیہ کی غیر خواہی سکھ قوم میں
ماوانانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا

KHILAFAT LIBRARY

بھیک اللہ نور من یثنا



ضو الطریقہ
یہ پرچہ ہر پینے میں دو دفعہ
شائع ہوتا ہے۔
(۲) عام قیمت سالانہ چھ
ششماہی عہد و اعظین اور طلباء
سے ایک روپیہ پیشگی
(۳) امرائے عظام سے
استیاری قیمت (۴)
سالانہ
جو کچھ
عطا
کریں وہ عطیہ
تصویر ہوگا اور ایسے حضرات کے اسکا
گرامی سرپرستان سالہ کی فہرست میں
درج ہوں گے

قادیان پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے

ادبیر شیخ محمد یوسف دُکھانور سابق سوزن سنگھ کمار دوان

ضروری ہے!

جناب مولوی محمد فہم الدین صاحب منشی فاضل از برخواستہ بنی تحریر فرماتے ہیں۔
معیار صداقت مصنفہ جناب ست دھاری جی کو میں نے اول سے آخر تک دیکھا ہے اور
ایک ایک حرف کا مطالعہ کیا ہے۔ ہندوستان ایک مذہبی ناہنگا ہے۔ اگرچہ اس ناہنگی بازاریں
بہت کچھ موجود ہیں۔ اور ہر قسم کی کھڑی کھوٹی بساط اپنے اپنے موقع پر نہایت قریب سے چلی گئی
ہے۔ مگر چونکہ عام دھوکہ دہی سے بچنے کیلئے۔ کوئی معقول تجویز نہیں کی گئی۔ اس لئے جاہل اور نادان
خریداروں کو اس نقصان عظیم سے بچانے کے لئے ایک ایسے معیار کی ضرورت ہے۔ جس سے نیک و
بد کی عام فہم تیز ہو سکے پس معیار صداقت اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے چونکہ اپنی طرز میں پہلی
کتاب ہے۔ اس لئے نہایت خوشی سے منظور کر لینے اور خصوصیت سے ذکر کئے جانے کے لائق ہو
اور اس قابل ہے کہ ایسی کتاب کی عرصہ دراز سے ضرورت تھی بیشک ہل دنیا کے لئے یہ ایک ایسا بیضر
اور بیخطا شاہراہ ہے۔ جس سے کسی شخص کو کسی شخص سے نقصان پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں اور کسی قسم کے
جھگڑے اور بحث کو گنجائش نہیں۔
اب میں حضرت مصنف کتاب کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے ہمارے ہاتھ میں
ایسی کتاب دی ہے۔

قیمت فی جلد ... (۴) جلد (۵) جلد
محصول ٹاک (۱۳) جلد کا محصول ٹاک (۴)

سوانح عمری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ شردی پرکاش دیو جی
کی نسبت ایڈیٹر صاحب نوں فرماتے ہیں کہ جس بے تعلبی اور دلی بہادری سے دسویں سیرا میں
یہ سوانح عمری نکل کی گئی ہے وہ شردی پرکاش دیو جی کی زندہ دلی پر دلالت کرتی ہے یہ کتاب حق
و حکمت کے اجلاشیوں کیلئے دھرم کی کوئی شے ہے۔ موجودہ مسلمانوں کی روحانی اور دھارماک شکتی سے
آگاہ کرتی ہے کہ انہوں نے کس طرح دنیا کی کایا لپٹ دی۔ اور غیر مسلموں کے لئے شہادت پیش
کرتی ہے۔ کہ وہ اجداد اور اچھل عرب کے بدو کس طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے
متغیض ہو کر جو ان سے انسان۔ انسان سے باخدا مسلمان بن گئے۔ ہر ایک سو من مسلمان کو
پیارے نبی کے حالات سے آگاہ ہونا ضرور ہے۔ بچوں کے کیلئے ایسے امولک رتن کا مطالعہ
نقصت خیر مرقبہ ہے۔ مصنف نے اس سوانح عمری کو لکھ کر ہم مسلمانوں پر احسان کیا ہے۔ جس کے
لئے ہم مسلمان مشکور ہیں

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی آخری کتاب چشم معرفت
میں اس کتاب کی نسبت راقم نظر ہیں۔ کہ میرے نزدیک مناسب ہے کہ ہماری جماعت
کے لوگ اس کتاب ایک ایک نسخہ ضرور خرید لیں۔
قیمت صرف (۵) محصول ٹاک (۴)

فن تجارت سکھانے اور دولت کمانیکے راستے بتانے والی قابل قدر کتاب
اصول تجارت (۱) شیخ نقشبند صاحب گورداسپوری لکھتے ہیں۔ کہ میں اس کتاب کو ملک اور
قوم کے لئے رحمت خیال کرتا ہوں۔ قیمت رعایتی ۶

مندرجہ بالا کتابوں کے علاوہ ہر قسم کی کتابیں پتہ ذیل بکفایت ملتی ہیں۔ ملنے کا پتہ: مینجیر کتب خانہ ٹی سی۔ گجراتی کلاہوس

اسلامیہ سیم پرپس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف کے لئے قادیان سے شائع ہوا۔

جناب مولوی محمد فہم الدین صاحب منشی فاضل از برخواستہ بنی تحریر فرماتے ہیں۔

ہم کیا سے کیا بن گئے؟

ہمارے بزرگوں نے توراتی کا برکت کر دکھلایا۔ مگر ہم ایسے سپوت پیدا ہوئے۔ جنہوں نے پریت کو گھٹا گھٹا کر رانی بنا دیا۔ وائے بر حال ما۔ یہ ایک مسلم امر ہے۔ کہ دین ہمیشہ دنیا پر مقدم رہا ہے۔ دنیا روخت کی کبھی برابری نہیں کر سکتی۔ دنیا ہمیشہ دین داروں کی دہلیز پر اپنا ماتھا رکھتی رہی۔ بیشک وہ لوگ جو فیشن کے دلداد میں۔ جو تہذیب ظاہری کے گردیدہ ہیں اگر وہ دنیا کی طرف جھکیں۔ تو یہ کچھ چنے کی بات نہیں۔ مگر وہ لوگ جن کے دلوں میں عشق الہی سما ہوا، خبکاروم روم رام نام کی لگن میں رہ رہا ہے جنہوں نے دنیاوی خواہشات پر لات مار کر خدا سے لگاٹی ہے۔ اُن کے دل سے دنیا کی حقیقت پوچھو۔ جو ہنٹ سادگی سے یہ جواب دیں گے!۔۔۔

عقل گردانہ کہ دل در بند زلفت چوں خوش است
عاقلاں دیوانہ گردند از پیچ زنجیر ما

دنیا میں رہ کر دنیاوی خواہشات پر لات مارنا اور اپنی طایر روح کو ایوان سفلی سے نکال کر روحانیت کی اٹاری پر بٹھا دینا یہ وہ ترقی ہے جس کے آگے مادی ترقی کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اگر تمام دنیا کے سامنیس دان اور مادی ترقی کے دلدادہ ملکر ایڑی چوٹی تک زور لگائیں کہ ایک شتی القلب پاپی اور گنگنا رنگار کار اور نیک شہد بن جائے۔ تو ان کی تمام ترکیبیں اور تمام تجویزیں ایک بدکار کو ایک بچے تک جنبش نہ دے سکیں گی۔ مگر دوسری طرف ایک مرد خدا کی ایک نظر ایک ہما پاپی اور بدکار کو ان واحد میں غوث قطب بنا دیگی۔ اگر دنیا کے تمام سائنس دان آج ہوائی جہاز بنا کر اڑتے ہیں تو ادھر ایک گودری پوش بھی پانی پر مٹھے پچھا کر سمندر کی سیر کرتا ہے۔ اگر روئے زمین کے حکماء اور ڈاکٹروں سے ایک مریض اچھا نہیں ہوتا۔ اور تمام ڈاکٹر اور حکماء بالا اجتماع اس کی موت کا فتویٰ دیتے ہیں

مگر دوسری طرف ایک گدا کی نظر کمبیا اس پر سیجا کا اثر کرتی ہے غرضکہ دنیا ہمیشہ ”روحانیت“ کی دہلیز پر ہاتھ باندھے ادنیٰ لوندی کی طرح کٹری رہی ہے۔ ہم انبیاء اور اولیاء سے اتر کر ان کے نام لیوا ادنیٰ خادموں کی کچھ مثالیں یہ یہ ناظرین کرتے ہیں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ دنیا کو دین سے کیا نسبت ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مبارک اور خلیفہ مارول رشید!

ایسا حاکم گذار ہے۔ جس کا عہد حکومت ترقی علوم کے اعتبار سے اگر یونان دروم سے اعلیٰ اور افضل نہ تھا۔ تو ان کے برابر تو ضرور تھا۔ تاریخ یونان میں اگر ہم ”پروکلس“ اور تاریخ رومیتہ الکبریٰ میں اخطوس قیصر کا زمانہ ہم اصلاح اور ترقی کا زمانہ پاتے ہیں۔ تو خلیفہ مارول رشید کا عہد خلافت بھی ہم اسلامی دنیا کے لئے نعمت غیر مترقبہ دیکھتے ہیں۔ ایک دفعہ خلیفہ مارول رشید کا لشکر شہر قہر میں خیمہ زن تھا۔ اتفاقاً اسی موقع پر حضرت عبداللہ ابن مبارک امام حدیث کا گذر شہر مذکور میں ہوا ان کے استقبال کیلئے لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ سارے افق پر غبار چھا گیا۔ در کشمکش میں آدمیوں کی جوتیا پارہ پارہ ہو گئیں۔ حرم سرانے خلافت کی چوٹی برج سے خلیفہ کی ایک کینز نے جو یہ ہنگامہ دیکھا۔ تو حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ کسی نے کہا کہ خراسان کے عالم ابن مبارک اس شہر میں تشریف لائے ہیں۔ ان کے بیٹے کے لئے غلامی کا ہجوم ہو رہا ہے۔ شوخ مزاج کینز نے بیباختہ کہا کہ والد حکومت اس کو کہتے ہیں۔ مارول کی کیا حکومت ہے۔ جس کے لئے لوگ اہلکاروں کے زور اور دباؤ سے جمع ہوتے ہیں۔“

امام بخاری

جب دربار علم سے کمال کا خلعت لیکر اپنے وطن بخارا کو آئے۔ تو بخاریوں نے نہایت خوش کے ساتھ ان کے استقبال کا اہتمام کیا۔ شہر سے تین میل کے فاصلہ پر خیمے استادہ کئے گئے۔ اور تمام اہل بخارا ان کی پیشوائی کے لئے آئے۔ یہاں تک کہ کوئی قابل ذکر آدمی شہر میں رہا۔ شہر میں ان کے اہل وطن ان کو اس شان سے لائے کہ روپیہ اور اشرفیاں ان کے سر پر سے نثار کی جاتی تھیں۔ اور پھر سامے علوم کا دوسرا مرکز شہر نیشاپور بھی امام محدث کی تعلیم میں اپنے ہمسرخارا سے پیچھے نہیں رہا۔ امام مسلم فرماتے ہیں کہ جب امام بخاری کے تشریف لانے کی خبر نیشاپوریوں نے سنی۔ تو بعض نے دو منزل اور بعض نے تین منزل آگے جا کر آپکا استقبال کیا۔ اور شہر میں وہ جس شان کر داخل ہوئے وہ شان میں نے کسی حاکم کی آدمیں نہیں دیکھی۔“

امام فیروزی

جب ایک دینی کام کیلئے شہر بغداد سے چلے۔ تو ایک جم غفیر نے ان کی مشایعت کا قصد کیا۔ انہوں نے ہر چند منع کیا لیکن جوش عقیدت میں کسی نے مخالفت کا لحاظ نہ کیا سامرہ پہنچ کر جب ہمارا ہیوں کا اندازہ کیا گیا۔ تو پچاس ہزار آدمی تختہ میں آئے۔ ایک مرتبہ شیخ ابوالاسحاق شیرازی خلیفہ بغداد کی طرف سے ایک دینی خدمت کیلئے خراسان تشریف لے گئے تھے۔ جب وہ نیشاپور سے معاودت کرنے لگے۔ تو پیشوا و خراسان امام الحرمین نے سوار ہوتے وقت ان کے گھوڑے کی رکاب تھام لی۔“

سفیان بن عیینہ

جب کوفہ میں تشریف لائے۔ اور امام اعظم نے ان کے آنے کی خبر سنی تو اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ تمہارے شہر میں علم حدیث کا مالک آیا ہے

انگریزی ترجمہ۔ جس میں اسی صریح و غیرہ بات کے قواعد ہیں۔ طلباء اور اہل اسلاف سنی کی کہنے والوں کیلئے بنائے گئے ہیں۔ یہ تہذیب و تمدن دین اسلام (اس لئے) کا بہت بڑا سرمایہ ہے۔

یہ فقرہ کافی تھا۔ اور لوگ جوق جوق ان کی احادیث سننے آتے تھے۔ اس وقت ابن عیینہ کی عمر صرف بیس برس کی تھی۔ علماء کے ساتھ عامہ خلیفہ کا یہ جوش عقیدت صرف ان کی زندگی تک محدود نہ تھا۔ ان کے وفات پا جانے کے بعد بھی قائم رہتا تھا۔ بلکہ بعد وفات اور نمایاں ہوتا تھا۔

KHILAFAT LIBRARY

امام طاووس تابعی کا جنازہ جب اٹھایا تو ہجوم تھا۔ کہ جنازہ کسی طرح نہ نکال سکے۔ آخر حاکم وقت نے فوج بھیجی اور اس کی رہنمائی سے جنازہ نکلا۔ خاندان نبوت کے چشم و چراغ حضرت عبداللہ ابن حسن رضی اللہ عنہ جنازہ کو اٹھائے ہوئے تھے اور لوگوں کی کشمکش سے ان کا لباس پارہ پارہ ہو گیا۔ امام الحرمین نے جب وفات پائی تمام شہر نیشاپور کے بازار ان کے ماتم میں بند ہو گئے۔ اسی طرح جب امام موصلی کا انتقال ہوا تو اکثر بازار شہر کے بند کر دیئے گئے۔ امام ابو جعفر طبری کی قبر پر کئی مہینے تک شریف روز نماز جنازہ پڑھی گئی۔ امام ابن ابوداؤد کے جنازہ کی نماز اسٹی دفن ادا ہوئی۔ کل نمازیوں کا تخمینہ کیا گیا تو تین لاکھ ہوا۔ ایسے ہاکمالوں کی لایف کی فلاسفی یہ تھی۔

یاد داری کہ وقت زادان تو ہمہ خندہ بند تو گریاں آنچناں نہی کہ وقت مردن تو ہمہ گریاں بودہ و تو خداں آہو مگر آجکل کے حالات پر نظر دوڑا کر دیکھو۔ آجکل مولوی کا لفظ دُقیانویں یا اولڈ فیشن کا مترادف بنا ہوا ہے۔ اغلب ہے کہ اس میں موجودہ مولوی صاحبان کا طرز عمل بھی کچھ قابل مواخذہ ہو۔ مولوی صاحبان نے چستی کو چوڑ کر سستی کو اپنا اور ڈھنڈا بچھونا بنا لیا۔ اور رموز حقیقت کو چھوڑ بات بات پر کفر کے فتویٰ چلانے شروع کر دیئے۔ قرآن شریف کہتا ہے واعصوا بحیث اللہ جمیعاً ولا تغفلوا مگر مولوی صاحبان نے قرآن شریف کی اس رمز کو نہ

سمجھتے ہوئے۔ جب کسی کو ذرا حسرت لباس پہنے ہوئے دیکھا تو جھٹ کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔ اگر کسی مولوی سے یہ سوال کیا جائے کہ تم نے کس قدر کفر کے فتویٰ لکھے۔ تو جھٹ درجنوں نام گن کر سنا دیگا۔ مگر بخلاف اس کے اگر ان سے یہ سوال کیا جائے۔ کہ تم نے کتنوں کو کلمہ توحید پڑھایا۔ تو سوائے آئیں بائیں شائیں کے اور کوئی جواب نہ دے گا۔

مگر دوسری طرف جب عوام کی بد مذاتی کو لیتے ہیں تو وہ بھی حد سے تجاوز کئے ہوئے ہے۔ ایک مولوی خواہ وہ کتنا ہی عالم فاضل کیوں نہ ہو۔ مگر دوسری طرف ایک نگرینی خواں جو سہلین اور ہر برٹ سپنر کے مذاق میں ڈوبا ہوا ہو۔ مگر قومی پلیٹ فارم جب طرح موخر الذکر کیلئے کشادہ ہیں۔ اسی طرح اول الذکر کے لئے تنگ دینیات سے منہ پھیر کر ہم دنیا کے پیچھے اس قدر تیزی سے دوڑ رہے ہیں۔ کہ گویا ہماری زندگی کی علت خالی یہی ہے۔ اگر ایک مولوی پلیٹ فارم پر کھڑا ہو کر قرآن شریف کی ایک آیت پڑھے تو بہت کم ہونگے۔ جن کے دل بچیں۔ مگر بخلاف اس کے اگر کوئی انگریزی خوان پلیٹ فارم پر کھڑا ہو کر شکسپیر یا برن کی کوئی پوٹری پڑھ دی۔ تو بس حاضرین کی تالیوں سے آسمان گونج اٹھیکا۔ یہ بد مذاتی عوام کے لئے ہلاہل سے کم ثابت ہوئی۔ اور دوسری طرف اسلامی قلم کو خالی پا کر مخالفین نے اندھا دھند گور باری شروع کر دی۔ اور بیکر زور و شور سے حملے کئے کہ اسلام کی آہنی قلم کی دیواروں میں رخنے پڑنے شروع ہو گئے۔ ایسے وقت میں جب شکسپیر اور برن کے پوسٹر یاں بے کار ثابت ہوئیں تو بنولائیٹ کے دلدادوں کو چاروں طرف ہاتھ پائوں مار کر آخر کو قرآن شریف کی پناہ میں آنا پڑا۔ مگر لوگوں کی بد مذاتی سے قرآن شریف کے جاننے والے غفلانظر آئے۔ تو ایسی حالت میں بعض اسلامی مدارس اس غرض سے قائم کئے گئے۔ کہ اس سے طلباء و دینیات کی تعلیم حاصل کر کے مخالفین کے لئے آہنی ڈھال بنیں۔ مگر ان مدارس کے چلانیکے لئے اس قدر سستی اور لاچار

سے کام لیا گیا۔ کہ اگر طلباء ملنے تو بیٹھانیکے لئے کمرے نہیں۔ اور اگر کمرے ہیں تو فرش نہیں۔ اور اگر فرش ہے تو کتابیں نہیں۔ اور اگر کتابیں ہیں تو پڑھانے والے نادر و غریب مع اک نہ اک عارضہ رہاقتی والا نقشہ نظر آیا۔ اور یہ نقشہ اس وقت اور بھی نظریاس کا موجب ہوا۔ جبکہ رواجی تعلیم کا مدرسہ اور دینیات کا مدرسہ ایک ہی باڈی کے ماتحت ہو۔ مگر رواجی مدرسہ کے لئے تو ایک سال میں کم از کم دو ہزار کافر بیچا جاتا ہے۔ مگر دینیات کا مدرسہ چوبیس کا دارو مدار ہے۔ جس نے دینی پہلو ان پیدا کرنے ہیں۔ اس سے اس قدر سستی اور غفلت دکھلائی جاتی ہے۔ کہ فرنیچر وغیرہ کا ہیکر نا تو ایک طرف رہا۔ استاد اور شاگرد ایک زبان ہو کر بیٹھنے کے لئے جگہ کے واسطے اوٹلا چاتے ہیں۔ مگر انتظامی باڈی اس سے مس نہیں ہوتی۔ اور پھر غضب کی بات یہ ہے۔ کہ جو رٹا دیکھا کہ رواجی تعلیم میں ناقص اور بیکار ہے تو اسے دینیات میں بھیک دیا۔ اسی طرح ایک سال کے اندر ہی اندک کافی نقد اور لکوں کی ہتیا کر دی۔ مگر ایسے رڈی لکوں سے کیا فائدہ۔ اگر لکوں کی تعداد ہی زیادہ مطلوب تھی تو اس کے لئے یہ ایک آسان ترکیب تھی کہ مدرسہ کے صحن میں ملاری کا تماشا کرایا جاتا۔ اور جب وہ ڈگ ڈگی بجاتا۔ تو قطاروں کی قطاریں لکوں کی دوڑی چلی آتیں۔ اور ان واحد میں مدرسہ کا صحن لکوں سے بھر جاتا آہ۔ افسوس مع جگو ہمہ پارہ پارہ ہنسیہ کجا کجا ہمہ ایک دفعہ مجھے کسی دینیات کے مدرسہ پر بورڈنگ ہو جس دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ سردی کا موسم ادروں کے چابجر کا وقت تھا۔ طلباء پڑانے کھٹوں پر بیچے تو شک بچلے اور اوپر لٹاؤ بیٹے اونگھ رہے تھے اور وہ بیٹے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے۔ گویا کہ نود سارہ ضعیف العمر ہیں۔ جن کے تواء بالکل جواب دے چکے ہیں۔ اور بچا رہے غیر اچان میں اپنے آپ کو سیکر کر بیٹے ہوئے ہیں۔ اور پھر بیٹے ہی لکڑ اور اونگھ اونگھ کر یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

نداریم غیر از تو فساد رس۔
توٹی عاصیاں را خطا بخش دیں۔

ترجمہ: "انہیں کہتا ہوں میں غیر از تیرے زیادہ کا پہنچنے والا تو ہی نو عاصیوں پر معاصیوں کا خطا بخشنے والا اور بس" آہ افسوس:-

دوسری طرف ہم آرمین کے گوروکل پر نظر ڈالتے ہیں جس میں طلباء کو قومی لگن کی گھٹی پلائی جاتی ہے۔ اور انہیں پہلا سبق اسلام کی مخالفت کا پڑھایا جاتا ہے وہاں جب ایک طرف انہیں اپنے علوم آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ تو دوسری طرف اسلامی مسائل الٹ پلٹ کر کے ایسی طرز سے ان کے ذہن نشین کر لئے جاتے ہیں۔ گویا ان طلباء کی زندگی کی علت غائی یہی ہوگی کہ وہ گوروکل سے نکل کر ہی اپنے تمام زور سے یکبارگی اسلام پر حملہ بول دیں اور اسلام کے اچھے سے اچھے مسائل اور عمدہ سے عمدہ عقائد کو لوگوں کے سامنے ایسے بڑے سانچے میں ڈھال کر پیش کریں جس سے عوام کے دل بہت جلد متاثر ہو جائیں اور پھر وہاں تعلیم ہی مفت کر دی گئی ہے خواہ کوئی امیر کا لڑکا ہو یا غریب کا ہر ایک وہاں مفت پڑھیں گے۔

مگر دوسری طرف ہم اپنے بے ہنگم پن پر نظر ڈالتے ہیں۔ کہ ہم لوگ اول تو دینیات کے مدرسہ میں ایسے طلباء کی بھرتی کرتے ہیں۔ جو ہر ایک طرح سے قریب قریب گئے۔ ہوں۔ اور پھر جب ہم ان کی کچھ امداد کرتے ہیں تو اس امداد کا نام وظیفہ رکھتے ہیں۔ اور طالب علم کو "وظیفہ خوار" کہہ کر اس کے بڑھنے والے قواء پر ایک قابل برداشت بوجھ ڈالتے ہیں۔ اور پھر تیسری سب سے کرتے ہوئے ان سے ایک معاہدہ (کنٹراکٹ) لکھاتے ہیں کہ تعلیم فراغ ہو کر تم نے یہ کل کا کل وظیفہ ادا کرنا ہوگا۔ جب طالب علم یہ کنٹراکٹ لکھنے کے بعد اپنی تعلیم کا لوگوں کی بد مذاقی سے مقابلہ کرتا ہے تو اپنے آپ کو ایک عجیب کش مکش اور ترغ میں پاتا ہے۔ اور اس کے بڑھنے والے قواء پر ایسا برا اثر پڑتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ قوم کے لئے مفید ثابت ہوتا اٹا استاد کے لئے وبال جان بن جاتا ہے۔ والے افسوس! اس دکھڑے کو کہاں تک روکا جائے۔ خدا ہی ہے جو ہماری بگڑی کو بنائے۔ ہم ایک طرف جب مخالفین کے حال کو دیکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے گھر میں یہ

لیلا پاتے ہیں تو ہمارے بدن کو لرزہ چڑھ جاتا ہے! ایسے حالات میں چاہیے تو یہ ہمارے طلباء کو دینیات میں ماہر کرنے کے لئے اپنے تن من اور دھن کو اپن کر دیتے مگر ہمیں ہم بجائے اس کے کہ کچھ عملی کام کرتے۔ صرف سبز باغ دکھلا کر اشک شوی شروع کر دی۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ رواجی مدرسہ کیلئے جبکہ دینیات سے کچھ سروکار نہیں۔ اس کے لئے تو بیس پچیس ہزار بلکہ لاکھ تک پانی کی طرح روپیہ بہا کر عالی شان عمارتیں کھڑی کی جائیں۔ اور پھر جس کام کے نام سے یہ روپیہ اکٹھا کیا جائے اس عظیم الشان کام یعنی دینی مدرسہ کیلئے طلباء اور اساتذہ جو نوپڑیوں کیلئے ترسیں داتے بر حال ما۔

شپ تار یک ویم و موج گرداب چنیں حائل کجا داند حال ماسبکساران ساحل افسوس زمانہ ہمیں ٹھوکروں کی چاپ سے جگاتا ہے۔ مگر ہم ایسے گہری نین میں خراٹے لے رہے ہیں۔ کیا مجال کہ آنکھ داکر کے تو دیکھیں!۔

یاد رکھو کہ جس سبق کو پڑھ کر حضرت امام بخاری سوتوں کو جگایا تھا اور جس منتر کو پڑھ کر حضرت عبداللہ ابن مبارک نے لوگوں کو بیدار کیا تھا۔ جس جنت کو پڑھ کر امام شافعی نے لوگوں کو جھنجھوڑا تھا۔ جس منتر کو پڑھ کر امام اعظم رحمہ نے رائی کا پیار کر دکھایا تھا۔ آج کل بھی وہی نسخہ ہماری بھائی کو کاٹینگا۔ ہیرٹ مینسٹر فلسفہ اور شکسپیر کے ڈرامے کچھ کام نہیں آئیں گے۔ خدا کیلئے اٹھو اگر ہماری بد قسمتی سے شیریں پانی کا چشمہ دور رہ گیا ہے تو کیم نزدیک والے مٹی کے تیل کی دوکان سے مٹی کا تیل بیکرا اپنی پیاس بجھاو گے۔ حاشا دکلا۔ دہرگز ہرگز نہیں اس سستی کو چھوڑو قرآن شریف کو ماتھ میں لو اس کی تلاوت سے خود پاک بنو اور دوسروں کے دلوں کو بھی مسطر کرو۔ خدا کے لئے اپنے چاروں طرف نظر دوڑ کر دیکھو۔ اس وقت جھوٹ اور سچ کی لڑائی ہے۔ تم خدا کے منہ کو ایسی مضبوطی سے پکڑو کہ آخر سچ کی بجھے ہو جا۔ یاد رکھو اسلام حق اس کے لایزال الحق۔ حق کا کبھی بیج ناش نہیں ہوا۔ اسلام بڑھیکا۔ پھلکا۔ پھولکا۔ اور اس کے شیریں پھل سے لوگ شیریں تام ہوں گے۔ مگر

یاد رکھو اس وقت اگر حق کے مدعی پارٹی نے حق کیلئے اپنا تن من نہ لڑایا تو اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے راندی جائیگی!۔ سوائے پیارو درو خدا کے غدا ب سے۔ چھوڑو سستی کو۔ اگر دن ہے تو رات کی انتظاری فضول! اگر رات ہے تو دن کی انتظار بے فائدہ۔ قرآن شریف ہاتھ میں لو۔ توحید کے گیت گاؤ۔ سچ کے راگ الاپو۔ اگر ہتھائے سامنے تو ہاتھ تو موم بن جائیگا۔ اور اگر ہپاڑ ہے تو ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جائیگا حق کے مقابل میں کوئی چیز نہیں سکتی۔ مگر ہمت اور استقلال شرط ہے۔ خدا سے دعا مانگو۔ اور اسلام کیلئے کمر ہمت باندھو۔ اور سستی کو چھوڑو۔ مبارک ہیں وہ جو اس ہمت میں اسلام کے نور سے منور ہوں۔ اور پھر ڈبل مبارک ہیں وہ جو اوروں کو بھی منور کریں۔

نومسلم اور مسلمان

ہم نے "نومسلم" بنر میں نومسلموں کے متعلق کچھ لکھا تھا۔ ہمیں خوشی ہے کہ جہاں اس مضمون سے ناظرین نور کے دل پیچے۔ وہاں معزز معاصر حکیم کے دل میں بھی نومسلموں کی درگت اور درو شاد بیکہ کر درو پیہا ہوا چٹا پنچہ فھس درد کا اظہار اپنی اخبار کے قیمتی کالموں میں بدیں الفاظ فرماتے ہیں۔

کہ مسلمان نومسلموں کیساتھ کوئی بہتر سلوک نہیں یہ بالکل سچ اور درست ہے اور ایڈیٹر صاحب نور نے یہ حقیقی چربہ اتارا ہے کہ ایک نومسلم کیساتھ ہمارے علماء کیا سلوک کرتے ہیں۔ ایک طرف تو اسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس کے ہاتھ میں کاسہ گدائی دیکر اس کی تمام اخلاقی قوتوں کو کچل دیتے ہیں۔ باوجودیکہ اسلام نے گداگری کو منع فرمایا ہے اور اسلام انسان کو مستعد اور باہمت بنانا چاہتا ہے مگر ہمارے علماء اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے لا الہ الا اللہ کیساتھ ہی اس نومسلم کو ساری پیچھا بیٹوں کی گھڑی لگا کر کھڑی اٹھوا دیتے ہیں۔ اور دوسرے الفاظ میں کہہ دیتے ہیں کہ:-

آریہ سماج کے متعلق بنات معتمد کتب آریہ سماج اپنے اصل روپ میں (۱۲) دینا تدریجی تہمت (۱۳) دینا تدریجی تہمت (۱۴) دینا تدریجی تہمت (۱۵) دینا تدریجی تہمت (۱۶) دینا تدریجی تہمت (۱۷) دینا تدریجی تہمت (۱۸) دینا تدریجی تہمت (۱۹) دینا تدریجی تہمت (۲۰) دینا تدریجی تہمت (۲۱) دینا تدریجی تہمت (۲۲) دینا تدریجی تہمت (۲۳) دینا تدریجی تہمت (۲۴) دینا تدریجی تہمت (۲۵) دینا تدریجی تہمت (۲۶) دینا تدریجی تہمت (۲۷) دینا تدریجی تہمت (۲۸) دینا تدریجی تہمت (۲۹) دینا تدریجی تہمت (۳۰) دینا تدریجی تہمت (۳۱) دینا تدریجی تہمت (۳۲) دینا تدریجی تہمت (۳۳) دینا تدریجی تہمت (۳۴) دینا تدریجی تہمت (۳۵) دینا تدریجی تہمت (۳۶) دینا تدریجی تہمت (۳۷) دینا تدریجی تہمت (۳۸) دینا تدریجی تہمت (۳۹) دینا تدریجی تہمت (۴۰) دینا تدریجی تہمت (۴۱) دینا تدریجی تہمت (۴۲) دینا تدریجی تہمت (۴۳) دینا تدریجی تہمت (۴۴) دینا تدریجی تہمت (۴۵) دینا تدریجی تہمت (۴۶) دینا تدریجی تہمت (۴۷) دینا تدریجی تہمت (۴۸) دینا تدریجی تہمت (۴۹) دینا تدریجی تہمت (۵۰) دینا تدریجی تہمت (۵۱) دینا تدریجی تہمت (۵۲) دینا تدریجی تہمت (۵۳) دینا تدریجی تہمت (۵۴) دینا تدریجی تہمت (۵۵) دینا تدریجی تہمت (۵۶) دینا تدریجی تہمت (۵۷) دینا تدریجی تہمت (۵۸) دینا تدریجی تہمت (۵۹) دینا تدریجی تہمت (۶۰) دینا تدریجی تہمت (۶۱) دینا تدریجی تہمت (۶۲) دینا تدریجی تہمت (۶۳) دینا تدریجی تہمت (۶۴) دینا تدریجی تہمت (۶۵) دینا تدریجی تہمت (۶۶) دینا تدریجی تہمت (۶۷) دینا تدریجی تہمت (۶۸) دینا تدریجی تہمت (۶۹) دینا تدریجی تہمت (۷۰) دینا تدریجی تہمت (۷۱) دینا تدریجی تہمت (۷۲) دینا تدریجی تہمت (۷۳) دینا تدریجی تہمت (۷۴) دینا تدریجی تہمت (۷۵) دینا تدریجی تہمت (۷۶) دینا تدریجی تہمت (۷۷) دینا تدریجی تہمت (۷۸) دینا تدریجی تہمت (۷۹) دینا تدریجی تہمت (۸۰) دینا تدریجی تہمت (۸۱) دینا تدریجی تہمت (۸۲) دینا تدریجی تہمت (۸۳) دینا تدریجی تہمت (۸۴) دینا تدریجی تہمت (۸۵) دینا تدریجی تہمت (۸۶) دینا تدریجی تہمت (۸۷) دینا تدریجی تہمت (۸۸) دینا تدریجی تہمت (۸۹) دینا تدریجی تہمت (۹۰) دینا تدریجی تہمت (۹۱) دینا تدریجی تہمت (۹۲) دینا تدریجی تہمت (۹۳) دینا تدریجی تہمت (۹۴) دینا تدریجی تہمت (۹۵) دینا تدریجی تہمت (۹۶) دینا تدریجی تہمت (۹۷) دینا تدریجی تہمت (۹۸) دینا تدریجی تہمت (۹۹) دینا تدریجی تہمت (۱۰۰) دینا تدریجی تہمت (۱۰۱) دینا تدریجی تہمت (۱۰۲) دینا تدریجی تہمت (۱۰۳) دینا تدریجی تہمت (۱۰۴) دینا تدریجی تہمت (۱۰۵) دینا تدریجی تہمت (۱۰۶) دینا تدریجی تہمت (۱۰۷) دینا تدریجی تہمت (۱۰۸) دینا تدریجی تہمت (۱۰۹) دینا تدریجی تہمت (۱۱۰) دینا تدریجی تہمت (۱۱۱) دینا تدریجی تہمت (۱۱۲) دینا تدریجی تہمت (۱۱۳) دینا تدریجی تہمت (۱۱۴) دینا تدریجی تہمت (۱۱۵) دینا تدریجی تہمت (۱۱۶) دینا تدریجی تہمت (۱۱۷) دینا تدریجی تہمت (۱۱۸) دینا تدریجی تہمت (۱۱۹) دینا تدریجی تہمت (۱۲۰) دینا تدریجی تہمت (۱۲۱) دینا تدریجی تہمت (۱۲۲) دینا تدریجی تہمت (۱۲۳) دینا تدریجی تہمت (۱۲۴) دینا تدریجی تہمت (۱۲۵) دینا تدریجی تہمت (۱۲۶) دینا تدریجی تہمت (۱۲۷) دینا تدریجی تہمت (۱۲۸) دینا تدریجی تہمت (۱۲۹) دینا تدریجی تہمت (۱۳۰) دینا تدریجی تہمت (۱۳۱) دینا تدریجی تہمت (۱۳۲) دینا تدریجی تہمت (۱۳۳) دینا تدریجی تہمت (۱۳۴) دینا تدریجی تہمت (۱۳۵) دینا تدریجی تہمت (۱۳۶) دینا تدریجی تہمت (۱۳۷) دینا تدریجی تہمت (۱۳۸) دینا تدریجی تہمت (۱۳۹) دینا تدریجی تہمت (۱۴۰) دینا تدریجی تہمت (۱۴۱) دینا تدریجی تہمت (۱۴۲) دینا تدریجی تہمت (۱۴۳) دینا تدریجی تہمت (۱۴۴) دینا تدریجی تہمت (۱۴۵) دینا تدریجی تہمت (۱۴۶) دینا تدریجی تہمت (۱۴۷) دینا تدریجی تہمت (۱۴۸) دینا تدریجی تہمت (۱۴۹) دینا تدریجی تہمت (۱۵۰) دینا تدریجی تہمت (۱۵۱) دینا تدریجی تہمت (۱۵۲) دینا تدریجی تہمت (۱۵۳) دینا تدریجی تہمت (۱۵۴) دینا تدریجی تہمت (۱۵۵) دینا تدریجی تہمت (۱۵۶) دینا تدریجی تہمت (۱۵۷) دینا تدریجی تہمت (۱۵۸) دینا تدریجی تہمت (۱۵۹) دینا تدریجی تہمت (۱۶۰) دینا تدریجی تہمت (۱۶۱) دینا تدریجی تہمت (۱۶۲) دینا تدریجی تہمت (۱۶۳) دینا تدریجی تہمت (۱۶۴) دینا تدریجی تہمت (۱۶۵) دینا تدریجی تہمت (۱۶۶) دینا تدریجی تہمت (۱۶۷) دینا تدریجی تہمت (۱۶۸) دینا تدریجی تہمت (۱۶۹) دینا تدریجی تہمت (۱۷۰) دینا تدریجی تہمت (۱۷۱) دینا تدریجی تہمت (۱۷۲) دینا تدریجی تہمت (۱۷۳) دینا تدریجی تہمت (۱۷۴) دینا تدریجی تہمت (۱۷۵) دینا تدریجی تہمت (۱۷۶) دینا تدریجی تہمت (۱۷۷) دینا تدریجی تہمت (۱۷۸) دینا تدریجی تہمت (۱۷۹) دینا تدریجی تہمت (۱۸۰) دینا تدریجی تہمت (۱۸۱) دینا تدریجی تہمت (۱۸۲) دینا تدریجی تہمت (۱۸۳) دینا تدریجی تہمت (۱۸۴) دینا تدریجی تہمت (۱۸۵) دینا تدریجی تہمت (۱۸۶) دینا تدریجی تہمت (۱۸۷) دینا تدریجی تہمت (۱۸۸) دینا تدریجی تہمت (۱۸۹) دینا تدریجی تہمت (۱۹۰) دینا تدریجی تہمت (۱۹۱) دینا تدریجی تہمت (۱۹۲) دینا تدریجی تہمت (۱۹۳) دینا تدریجی تہمت (۱۹۴) دینا تدریجی تہمت (۱۹۵) دینا تدریجی تہمت (۱۹۶) دینا تدریجی تہمت (۱۹۷) دینا تدریجی تہمت (۱۹۸) دینا تدریجی تہمت (۱۹۹) دینا تدریجی تہمت (۲۰۰) دینا تدریجی تہمت (۲۰۱) دینا تدریجی تہمت (۲۰۲) دینا تدریجی تہمت (۲۰۳) دینا تدریجی تہمت (۲۰۴) دینا تدریجی تہمت (۲۰۵) دینا تدریجی تہمت (۲۰۶) دینا تدریجی تہمت (۲۰۷) دینا تدریجی تہمت (۲۰۸) دینا تدریجی تہمت (۲۰۹) دینا تدریجی تہمت (۲۱۰) دینا تدریجی تہمت (۲۱۱) دینا تدریجی تہمت (۲۱۲) دینا تدریجی تہمت (۲۱۳) دینا تدریجی تہمت (۲۱۴) دینا تدریجی تہمت (۲۱۵) دینا تدریجی تہمت (۲۱۶) دینا تدریجی تہمت (۲۱۷) دینا تدریجی تہمت (۲۱۸) دینا تدریجی تہمت (۲۱۹) دینا تدریجی تہمت (۲۲۰) دینا تدریجی تہمت (۲۲۱) دینا تدریجی تہمت (۲۲۲) دینا تدریجی تہمت (۲۲۳) دینا تدریجی تہمت (۲۲۴) دینا تدریجی تہمت (۲۲۵) دینا تدریجی تہمت (۲۲۶) دینا تدریجی تہمت (۲۲۷) دینا تدریجی تہمت (۲۲۸) دینا تدریجی تہمت (۲۲۹) دینا تدریجی تہمت (۲۳۰) دینا تدریجی تہمت (۲۳۱) دینا تدریجی تہمت (۲۳۲) دینا تدریجی تہمت (۲۳۳) دینا تدریجی تہمت (۲۳۴) دینا تدریجی تہمت (۲۳۵) دینا تدریجی تہمت (۲۳۶) دینا تدریجی تہمت (۲۳۷) دینا تدریجی تہمت (۲۳۸) دینا تدریجی تہمت (۲۳۹) دینا تدریجی تہمت (۲۴۰) دینا تدریجی تہمت (۲۴۱) دینا تدریجی تہمت (۲۴۲) دینا تدریجی تہمت (۲۴۳) دینا تدریجی تہمت (۲۴۴) دینا تدریجی تہمت (۲۴۵) دینا تدریجی تہمت (۲۴۶) دینا تدریجی تہمت (۲۴۷) دینا تدریجی تہمت (۲۴۸) دینا تدریجی تہمت (۲۴۹) دینا تدریجی تہمت (۲۵۰) دینا تدریجی تہمت (۲۵۱) دینا تدریجی تہمت (۲۵۲) دینا تدریجی تہمت (۲۵۳) دینا تدریجی تہمت (۲۵۴) دینا تدریجی تہمت (۲۵۵) دینا تدریجی تہمت (۲۵۶) دینا تدریجی تہمت (۲۵۷) دینا تدریجی تہمت (۲۵۸) دینا تدریجی تہمت (۲۵۹) دینا تدریجی تہمت (۲۶۰) دینا تدریجی تہمت (۲۶۱) دینا تدریجی تہمت (۲۶۲) دینا تدریجی تہمت (۲۶۳) دینا تدریجی تہمت (۲۶۴) دینا تدریجی تہمت (۲۶۵) دینا تدریجی تہمت (۲۶۶) دینا تدریجی تہمت (۲۶۷) دینا تدریجی تہمت (۲۶۸) دینا تدریجی تہمت (۲۶۹) دینا تدریجی تہمت (۲۷۰) دینا تدریجی تہمت (۲۷۱) دینا تدریجی تہمت (۲۷۲) دینا تدریجی تہمت (۲۷۳) دینا تدریجی تہمت (۲۷۴) دینا تدریجی تہمت (۲۷۵) دینا تدریجی تہمت (۲۷۶) دینا تدریجی تہمت (۲۷۷) دینا تدریجی تہمت (۲۷۸) دینا تدریجی تہمت (۲۷۹) دینا تدریجی تہمت (۲۸۰) دینا تدریجی تہمت (۲۸۱) دینا تدریجی تہمت (۲۸۲) دینا تدریجی تہمت (۲۸۳) دینا تدریجی تہمت (۲۸۴) دینا تدریجی تہمت (۲۸۵) دینا تدریجی تہمت (۲۸۶) دینا تدریجی تہمت (۲۸۷) دینا تدریجی تہمت (۲۸۸) دینا تدریجی تہمت (۲۸۹) دینا تدریجی تہمت (۲۹۰) دینا تدریجی تہمت (۲۹۱) دینا تدریجی تہمت (۲۹۲) دینا تدریجی تہمت (۲۹۳) دینا تدریجی تہمت (۲۹۴) دینا تدریجی تہمت (۲۹۵) دینا تدریجی تہمت (۲۹۶) دینا تدریجی تہمت (۲۹۷) دینا تدریجی تہمت (۲۹۸) دینا تدریجی تہمت (۲۹۹) دینا تدریجی تہمت (۳۰۰) دینا تدریجی تہمت (۳۰۱) دینا تدریجی تہمت (۳۰۲) دینا تدریجی تہمت (۳۰۳) دینا تدریجی تہمت (۳۰۴) دینا تدریجی تہمت (۳۰۵) دینا تدریجی تہمت (۳۰۶) دینا تدریجی تہمت (۳۰۷) دینا تدریجی تہمت (۳۰۸) دینا تدریجی تہمت (۳۰۹) دینا تدریجی تہمت (۳۱۰) دینا تدریجی تہمت (۳۱۱) دینا تدریجی تہمت (۳۱۲) دینا تدریجی تہمت (۳۱۳) دینا تدریجی تہمت (۳۱۴) دینا تدریجی تہمت (۳۱۵) دینا تدریجی تہمت (۳۱۶) دینا تدریجی تہمت (۳۱۷) دینا تدریجی تہمت (۳۱۸) دینا تدریجی تہمت (۳۱۹) دینا تدریجی تہمت (۳۲۰) دینا تدریجی تہمت (۳۲۱) دینا تدریجی تہمت (۳۲۲) دینا تدریجی تہمت (۳۲۳) دینا تدریجی تہمت (۳۲۴) دینا تدریجی تہمت (۳۲۵) دینا تدریجی تہمت (۳۲۶) دینا تدریجی تہمت (۳۲۷) دینا تدریجی تہمت (۳۲۸) دینا تدریجی تہمت (۳۲۹) دینا تدریجی تہمت (۳۳۰) دینا تدریجی تہمت (۳۳۱) دینا تدریجی تہمت (۳۳۲) دینا تدریجی تہمت (۳۳۳) دینا تدریجی تہمت (۳۳۴) دینا تدریجی تہمت (۳۳۵) دینا تدریجی تہمت (۳۳۶) دینا تدریجی تہمت (۳۳۷) دینا تدریجی تہمت (۳۳۸) دینا تدریجی تہمت (۳۳۹) دینا تدریجی تہمت (۳۴۰) دینا تدریجی تہمت (۳۴۱) دینا تدریجی تہمت (۳۴۲) دینا تدریجی تہمت (۳۴۳) دینا تدریجی تہمت (۳۴۴) دینا تدریجی تہمت (۳۴۵) دینا تدریجی تہمت (۳۴۶) دینا تدریجی تہمت (۳۴۷) دینا تدریجی تہمت (۳۴۸) دینا تدریجی تہمت (۳۴۹) دینا تدریجی تہمت (۳۵۰) دینا تدریجی تہمت (۳۵۱) دینا تدریجی تہمت (۳۵۲) دینا تدریجی تہمت (۳۵۳) دینا تدریجی تہمت (۳۵۴) دینا تدریجی تہمت (۳۵۵) دینا تدریجی تہمت (۳۵۶) دینا تدریجی تہمت (۳۵۷) دینا تدریجی تہمت (۳۵۸) دینا تدریجی تہمت (۳۵۹) دینا تدریجی تہمت (۳۶۰) دینا تدریجی تہمت (۳۶۱) دینا تدریجی تہمت (۳۶۲) دینا تدریجی تہمت (۳۶۳) دینا تدریجی تہمت (۳۶۴) دینا تدریجی تہمت (۳۶۵) دینا تدریجی تہمت (۳۶۶) دینا تدریجی تہمت (۳۶۷) دینا تدریجی تہمت (۳۶۸) دینا تدریجی تہمت (۳۶۹) دینا تدریجی تہمت (۳۷۰) دینا تدریجی تہمت (۳۷۱) دینا تدریجی تہمت (۳۷۲) دینا تدریجی تہمت (۳۷۳) دینا تدریجی تہمت (۳۷۴) دینا تدریجی تہمت (۳۷۵) دینا تدریجی تہمت (۳۷۶) دینا تدریجی تہمت (۳۷۷) دینا تدریجی تہمت (۳۷۸) دینا تدریجی تہمت (۳۷۹) دینا تدریجی تہمت (۳۸۰) دینا تدریجی تہمت (۳۸۱) دینا تدریجی تہمت (۳۸۲) دینا تدریجی تہمت (۳۸۳) دینا تدریجی تہمت (۳۸۴) دینا تدریجی تہمت (۳۸۵) دینا تدریجی تہمت (۳۸۶) دینا تدریجی تہمت (۳۸۷) دینا تدریجی تہمت (۳۸۸) دینا تدریجی تہمت (۳۸۹) دینا تدریجی تہمت (۳۹۰) دینا تدریجی تہمت (۳۹۱) دینا تدریجی تہمت (۳۹۲) دینا تدریجی تہمت (۳۹۳) دینا تدریجی تہمت (۳۹۴) دینا تدریجی تہمت (۳۹۵) دینا تدریجی تہمت (۳۹۶) دینا تدریجی تہمت (۳۹۷) دینا تدریجی تہمت (۳۹۸) دینا تدریجی تہمت (۳۹۹) دینا تدریجی تہمت (۴۰۰) دینا تدریجی تہمت (۴۰۱) دینا تدریجی تہمت (۴۰۲) دینا تدریجی تہمت (۴۰۳) دینا تدریجی تہمت (۴۰۴) دینا تدریجی تہمت (۴۰۵) دینا تدریجی تہمت (۴۰۶) دینا تدریجی تہمت (۴۰۷) دینا تدریجی تہمت (۴۰۸) دینا تدریجی تہمت (۴۰۹) دینا تدریجی تہمت (۴۱۰) دینا تدریجی تہمت (۴۱۱) دینا تدریجی تہمت (۴۱۲) دینا تدریجی تہمت (۴۱۳) دینا تدریجی تہمت (۴۱۴) دینا تدریجی تہمت (۴۱۵) دینا تدریجی تہمت (۴۱۶) دینا تدریجی تہمت (۴۱۷) دینا تدریجی تہمت (۴۱۸) دینا تدریجی تہمت (۴۱۹) دینا تدریجی تہمت (۴۲۰) دینا تدریجی تہمت (۴۲۱) دینا تدریجی تہمت (۴۲۲) دینا تدریجی تہمت (۴۲۳) دینا تدریجی تہمت (۴۲۴) دینا تدریجی تہمت (۴۲۵) دینا تدریجی تہمت (۴۲۶) دینا تدریجی تہمت (۴۲۷) دینا تدریجی تہمت (۴۲۸) دینا تدریجی تہمت (۴۲۹) دینا تدریجی تہمت (۴۳۰) دینا تدریجی تہمت (۴۳۱) دینا تدریجی تہمت (۴۳۲) دینا تدریجی تہمت (۴۳۳) دینا تدریجی تہمت (۴۳۴) دینا تدریجی تہمت (۴۳۵) دینا تدریجی تہمت (۴۳۶) دینا تدریجی تہمت (۴۳۷) دینا تدریجی تہمت (۴۳۸) دینا تدریجی تہمت (۴۳۹) دینا تدریجی تہمت (۴۴۰) دینا تدریجی تہمت (۴۴۱) دینا تدریجی تہمت (۴۴۲) دینا تدریجی تہمت (۴۴۳) دینا تدریجی تہمت (۴۴۴) دینا تدریجی تہمت (۴۴۵) دینا تدریجی تہمت (۴۴۶) دینا تدریجی تہمت (۴۴۷) دینا تدریجی تہمت (۴۴۸) دینا تدریجی تہمت (۴۴۹) دینا تدریجی تہمت (۴۵۰) دینا تدریجی تہمت (۴۵۱) دینا تدریجی تہمت (۴۵۲) دینا تدریجی تہمت (۴۵۳) دینا تدریجی تہمت (۴۵۴) دینا تدریجی تہمت (۴۵۵) دینا تدریجی تہمت (۴۵۶) دینا تدریجی تہمت (۴۵۷) دینا تدریجی تہمت (۴۵۸) دینا تدریجی تہمت (۴۵۹) دینا تدریجی تہمت (۴۶۰) دینا تدریجی تہمت (۴۶۱) دینا تدریجی تہمت (۴۶۲) دینا تدریجی تہمت (۴۶۳) دینا تدریجی تہمت (۴۶۴) دینا تدریجی تہمت (۴۶۵) دینا تدریجی تہمت (۴۶۶) دینا تدریجی تہمت (۴۶۷) دینا تدریجی تہمت (۴۶۸) دینا تدریجی تہمت (۴۶۹) دینا تدریجی تہمت (۴۷۰) دینا تدریجی تہمت (۴۷۱) دینا تدریجی تہمت (۴۷۲) دینا تدریجی تہمت (۴۷۳) دینا تدریجی تہمت (۴۷۴) دینا تدریجی تہمت (۴۷۵) دینا تدریجی تہمت (۴۷۶) دینا تدریجی تہمت (۴۷۷) دینا تدریجی تہمت (۴۷۸) دینا تدریجی تہمت (۴۷۹) دینا تدریجی تہمت (۴۸۰) دینا تدریجی تہمت (۴۸۱) دینا تدریجی تہمت (۴۸۲) دینا تدریجی تہمت (۴۸۳) دینا تدریجی تہمت (۴۸۴) دینا تدریجی تہمت (۴۸۵) دینا تدریجی تہمت (۴۸۶) دینا تدریجی تہمت (۴۸۷) دینا تدریجی تہمت (۴۸۸) دینا تدریجی تہمت (۴۸۹) دینا تدریجی تہمت (۴۹۰) دینا تدریجی تہمت (۴۹۱) دینا تدریجی تہمت (۴۹۲) دینا تدریجی تہمت (۴۹۳) دینا تدریجی تہمت (۴۹۴) دینا تدریجی تہمت (۴۹۵) دینا تدریجی تہمت (۴۹۶) دینا تدریجی تہمت (۴۹۷) دینا تدریجی تہمت (۴۹۸) دینا تدریجی تہمت (۴۹۹) دینا تدریجی تہمت (۵۰۰) دینا تدریجی تہمت (۵۰۱) دینا تدریجی تہمت (۵۰۲) دینا تدریجی تہمت (۵۰۳) دینا تدریجی تہمت (۵۰۴) دینا تدریجی تہمت (۵۰۵) دینا تدریجی تہمت (۵۰۶) دینا تدریجی تہمت (۵۰۷) دینا تدریجی تہمت (۵۰۸) دینا تدریجی تہمت (۵۰۹) دینا تدریجی تہمت (۵۱۰) دینا تدریجی تہمت (۵۱۱) دینا تدریجی تہمت (۵۱۲) دینا تدریجی تہمت (۵۱۳) دینا تدریجی تہمت (۵۱۴) دینا تدریجی تہمت (۵۱۵) دینا تدریجی تہمت (۵۱۶) دینا تدریجی تہمت (۵۱۷) دینا تدریجی تہمت (۵۱۸) دینا تدریجی تہمت (۵۱۹) دینا تدریجی تہمت (۵۲۰) دینا تدریجی تہمت (۵۲۱) دینا تدریجی تہمت (۵۲۲) دینا تدریجی تہمت (۵۲۳) دینا تدریجی تہمت (۵۲۴) دینا تدریجی تہمت (۵۲۵) دینا تدریجی تہمت (۵۲۶) دینا تدریجی تہمت (۵۲۷) دینا تدریجی تہمت (۵۲۸) دینا تدریجی تہمت (۵۲۹) دینا تدریجی تہمت (۵۳۰) دینا تدریجی تہمت (۵۳۱) دینا تدریجی تہمت (۵۳۲) دینا تدریجی تہمت (۵۳۳) دینا تدریجی تہمت (۵۳۴) دینا تدریجی تہمت (۵۳۵) دینا تدریجی تہمت (۵۳۶) دینا تدریجی تہمت (۵۳۷) دینا تدریجی تہمت (۵۳۸) دینا تدریجی تہمت (۵۳۹) دینا تدریجی ت

مانگو اور کھاؤ اور چروچگو اپنا پیٹ آپالو
اس بیٹوہ رسم کی بنیاد اسی وقت ڈالتے ہیں جبکہ
کچھ چندہ کر کے مانگنے کا چکا اس غریب کو لگا دیتے ہیں
بجائیکہ وہ نو مسلم اسی حالت میں اس قابل تھا کہ اُسے اصول
اسلام سے واقف کیا جاتا۔ اور قرآن مجید کی تعلیم اُس دی جاتی۔
اور جب تک وہ اسلامی تعلیم سے واقف نہ ہوئے اُس وقت
تک اسے اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ایک منٹ
بھی فکر کر نیکا موقعہ نہ دیا جاوے۔ بلکہ بطور خود جسطرح چیر
بھی ممکن ہو اس کی ضروریات کا انتظام مسلمانوں کرنا
چاہیے۔ اور اس کا یہ طریق بھی نہیں کہ ایک

ٹھوٹھا اسکے ماتھے میں دیدیا!

اور وہ گھریہ گھر پھر کر روٹیاں لے آئے۔ یہ فرنگز اشت
اور غفلت ہے جو مسلمانوں کی طرف سے نو مسلموں کے
ساتھ ہو رہی ہے اور اس غفلت نے مسلمانوں کو ایسے سنگین
الزام کے نیچے رکھ دیا ہے کہ اب نو مسلم جو کچھ بھی کہیں وہ
درست اور بجا ہے۔ مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا
پڑتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں بہت
سی انجمنیں ہیں جنکی غرض اشاعت اور حمایت اور ہدایت
اسلام ہے۔ لیکن نو مسلموں کے متعلق ایک بھی انجمن اس
قسم کا کام نہیں کر رہی ہے۔ جس نوجوان و طبیفہ خور نو مسلم
کا واقعہ ایدیتھ صاحب نور نے دیا ہے وہ
ہمارا آنکھوں دیکھا اسی قادیان کا واقعہ ہے تاہم دیگر
چہ رسد۔ حضرت مسیح موعود و معفونے اپنی وصیت میں مقبرہ
بہشتی کی آمدنی میں نو مسلموں کا خاص حق رکھا ہے۔
اور یہ تھا بھی ضروری کیونکہ اشاعت اسلام کا لازمی نتیجہ ہے۔
کہ نو مسلم آویں۔ پھر اگر نو مسلموں کی تعلیم اور تربیت کا اعلا
انتظام نہ تو اشاعت اسلام کی تحریک ناقص رہ جاتی ہے
اسلئے حضرت مسیح موعود و معفونے مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں
نو مسلموں کیلئے خاص حق رکھ دیا اور یہی وجہ تھی کہ قرآن
کریم نے زکوٰۃ کے مصارف میں مؤلفۃ القلوب کی
امداد کو بھی رکھ دیا۔
حضرت خلیفۃ المسیح کا طرز عمل اس کی تائید کرتا ہے

اور عملی سبق دے رہا ہے۔ وہ نو مسلموں کے ساتھ اس
درجہ تک سلوک کرتے ہیں کہ میں اس کی نظیر نہیں
پاتا مجھے علم ہے کہ ہزاروں روپیہ آپ نے نو مسلموں
کی تعلیم و تربیت پر خرچ کیا ہے اور بعض ان میں سے
نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور معزز عہدہ دار
ہیں مگر باوجود اس نمونہ اور اس تاکید کے پھر بھی ہمیں ضرورت
محسوس ہوتی ہے کہ ہماری انجمن نو مسلموں کیساتھ نہ خصوصیت
سے سلوک کیا کرے۔ اور ان کی بہتری اور بھلائی کے لئے
خاص نظام کرے۔ لیکن اگر انجمن اپنی مختلف مصروفیوں
کی وجہ سے اس طرف کافی توجہ نہ کر سکے تو میں اپنے معزز
بھائی ایدلٹھ نور کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حضرت خلیفۃ
المسیح کے ارشاد اور مشورہ کے ماتحت نو مسلموں کی اشاعت
اور تربیت کیلئے ایک انجمن قائم کر لیں اور عملی ہنگام میں خدا
سے توفیق چاہیں۔ کہ نو مسلموں کی تربیت اور تعلیم کا کوئی عمدہ
انتظام ہو سکے مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح
نے جبکہ آپ حضرت مسیح موعود و معفونے میں ہو کر تیار
بھائی تھے۔ بعض نو مسلموں کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ایسی
انجمنیں بنالیں اور اس میں مدد دینے کا وعدہ فرمایا تھا مگر
ہمارے قادیانی نو مسلموں نے اس تحریک پر توجہ نہ کی اگر اب
یہی یہ تحریک کجاوے تو خدا کے فضل سے اس میں برکت پیدا
ہو جائیگی امید ہے۔ پس نو مسلموں کی حمایت کیلئے ایک
انجمن کا بنالینا اس دُکھ کی ایک دوا ہو سکتا ہے اگر خدا
تعالیٰ مدد کرے اور اس کی رضا کر لئے اس کام کو کیا جاکے
میں امید کرتا ہوں کہ ایدلٹھ صاحب نور اس تحریک
پر توجہ فرمائیں گے۔ اور وہ اس معاملہ میں عملی قدم اٹھانے
کے لئے تیار ہوں گے خدا اُن کے ساتھ ہو۔ (آمین)

KHILAFAT LIBRARY

خدا را توجہ کرو!

ہندوستان میں اگر
جہاں مسلمانوں نے
اور بدعتوں کو اپنے آپ میں جذب کر لیا ہے۔ وہاں
چند خود پرست مسلمانوں نے ہندوؤں کی ذات پات کے
جھیلے میں چھنس کر یا بالفاظ دیگر ہندوؤں سے مانگی ہوئی
شرافت پر نازاں ہو کر اپنے آپ کو ہندو بنالیا۔ جس کا نتیجہ

یہ ہوا کہ وہ بھی آریہ ورت والوں کی طرح کسی کو اپنے برابر نہیں
سمجھتے۔ اور نووارد کو دیکھ کر دوسری سے ناک بیوں چرناؤ
اور دو درباش دو درباش کے آواز سے کسے لگ پڑتے ہیں۔
خیر شرافت تو ملگئی گو وہ کر لے کی ہو۔ لیکن نور اسلام رخصت
ہو گیا۔ آہ افسوس سے

دنیا و دین کی بطنی کج کاٹ کو یہ دہوئی گئے ہو گئے گھر کے نہ کہاں کے

(مراسلات)
گورونانک صاحب
ہندو تھی یا مسلمان؟
بھائی محمد یوسف صاحب (سورن سنگھ) نے بڑے پُر نور
دلائل سے ثابت کیا ہے کہ گورونانک صاحب موصوف مسلمان
تھے۔ اور آریہ مذہب کے ہندو۔ اُن کو صرف سکھوں
کی خوشامد سے ہندو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ گو آریہ مذہب
کے بانی سوامی دیانند صاحب نے گورونانک صاحب کو
اپنی کتاب ستیا رتھ پرکاش میں اپنی عادت کی موافق نہایت
حقارت آمیز الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور ہر سکھ صاحبان
ان کے ہندو ہونے سے بھی انکار کرتے ہیں اور مسلمان ہونے
سے منکر۔ مگر یہ کوئی نہیں بتلا تا کہ اُن کا مذہب کیا تھا؟ اب
اس امر کے دریافت کیلئے گورو صاحب کے اقوال ہی کافی
ثبوت ہو سکتے ہیں۔ جو ان کے نام سے گرنٹھ صاحب میں
مندرج ہیں۔ گو گرنٹھ صاحب حضرت گورونانک صاحب کے
بہت مدت بعد جمع ہوا ہے اور اس میں اور بھی بہت بزرگوں
کے اقوال درج ہیں۔ مگر سب کا مدعا قریب قریب ایک ہی معلوم
ہوتا ہے۔ سواں مضمون میں اول مذہب اسلام کا خلاصہ
لکھا جائیگا۔ پھر مختصر سا تذکرہ ہندو مذہب کا کر دے گا۔ اس کے
بعد گورونانک صاحب کے عقاید و اعمال کو اُن کی تعلیم سے ظاہر
کیا جائیگا۔ پھر ناظرین خود بخود نتیجہ نکال لیں گے کہ آپ ہندو تھے یا
مسلمان؟ یا دونوں سے الگ کوئی جدا مذہب تھا؟
تذکرہ مذہب اسلام :- جہاں تک مذہب
اسلام کی مذہبی کتاب (قرآن مجید) کا مطالعہ کیا جاوے
اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام

راقم چودہری غلام احمد خان نمبر دار کا لکھ گدہ ضلع شیوپور

تورنقہ وار کھوگا

جس میں جقد نور
کے ناظرین سے

بات چیت کرنیکا موقعہ نہا تو ان کا پہلا سوال یہ ہوتا تھا

نامی کا ایک خط کاؤکشی کی مخالفت میں شائع کیا۔ اس کے بعد ابو صاحب موصوف نے اپنا ایک خط "صلحتاً" میں چھپوا کر یہ ظاہر کیا۔ کہ وہ جو خط میرے نام پر ہندوستان میں چھپا ہے۔ وہ بالکل جلی ہے۔ اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ آہ! انھوں نے برادران وطن کی چالوں سے کیا بھیاں رنگ اختیار کر لیا ہے۔ اور پھر ہندوستان وہ اختیار ہے۔ جس کے بہت سے مسلمان بھی خریدار ہیں۔ مگر یہ اخبار جس طرح پانی پی پی کر مسلمانوں کو گستاخ ہے۔ وہ کسی اخبار میں سے پوشیدہ نہیں۔ مسافر۔ پرکاش۔ انداس۔ وغیرہ واقعی اسلام کے مسلم مخالف ہیں۔ مگر ہندوستان ان سے کئی درجہ زیادہ ملک ہے۔ اے مسلمانوں! کیا تم آسمان میں سانپ کو رکھنا پسند کرتے ہو۔ اٹھو ہوشیار ہو جاؤ۔ زمانہ نازک ہے۔ دوست و دشمن کو پہچاننا۔

KHILAFAT LIBRARY

سکرٹری صاحبہ راجہ احمد علیہ

کہ چوہدری غلام سرور صاحب گرو اور قانون گوئے اور منشی محمد عبدالمنشی ضلعیداری سرگودھا نے محض خدا کی خوشنودی اور سلسلہ کچھ مدت کی خاطر احمدی احباب سے چند فراہم کرنے کی تکلیف گوارہ فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو جزا و خیر عطا فرمائے۔ اس غرض کیلئے چھپی ہوئی مجلہ رسیدیں ان کو دیکھی ہیں۔ امید ہے کہ احباب چند فراہم کرنے میں انکی مدد فرمادیں گے۔ جو چند دیں گے ان کو ان کی تسلی کے لئے چھپی ہوئی رسیدیں گے۔ جسکا منشی کاپی میں ان کے پاس رہیگا۔

محمد علی سکرٹری

نومسلم اور مسلمان

مسلمان مسیحیوں کے مقابل فرقہ میں کامیاب ہیں۔ جس پر مشنریوں کی دنیا میں ہل چل پڑی ہوئی اور ہندوستان میں ناکام۔ ہماری انجمن تبلیغ اسلام کو پہلے اس راز کا پتہ لگانا

چاہیے۔ کہ وہاں کیوں کامیابی ہے؟ اور یہاں کیوں ناکامی؟ اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے ہندوستان میں رہ کے ہندوؤں کی ذاتوں کی تفریق سکھ لی ہے۔ اور اخوت اسلامی کو ترک کر کے ایک دوسرے کو ہلچل ذات اور قومیت پر مبنی ذلیل تصور کرنے لگے ہیں ایک شریف سے شریف ہندو بھی اگر مسلمان ہو جائے تو اسے کسی شریف گھرنے کی بیٹی نہیں سمجھتی۔ بلکہ شریف و رکنہ کوئی اونے درجہ کا مسلمان ہی مغز سے مغز نو مسلم کو اپنی برادری میں لیگا اور نہ اپنی بیٹی دیگا۔ آپ جب لوگوں کو مسلمان بنانے ان کی برادری سے چھوڑتے ہیں اور اپنی برادری میں لیتے ہیں پھر کسی کو مسلمان ہو سکی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ یہی کمی افریقہ کے واعظین اسلام میں نہیں اور ہندوستان کے واعظین میں ہے۔ (دنگلار لکھنو)۔ ان واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمان درگور۔ و مسلمان در کتاب میں کچھ شبہ رہ جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

طکیر بھاجی طکیر کھاجا اپنے نور نمبر میں

کہ تمام روئے زمین کے ادیان میں سے صرف اسلام کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اس میں قدیمی مسلمان اور نو مسلم ایک ہی پلیٹ فارم پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے آجکل کے مسلمانوں کی سردھری پر انھوں نے کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا ہوتا کہ ایک دفعہ ایک مغز اور مغز نو مسلم کے نکاح کے لئے ایک بیوہ مصطنع پیش کی گئی۔ جو اسلام کی اعلیٰ اور اعلیٰ اور اتم تعلیم کے بالکل خلاف تھا۔ مگر اس پر سارے ایک مغز ہم عصر کہتے ہیں۔ کہ اگر ایک مغز نو مسلم کی شادی کے موقع پر کوئی بیوہ مصطنع پیش کی جائے تو اسے کیوں حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ امر کہانتک اسلام کی مساوات کے معیار پر پورا اترتا ہے۔ آہ! آجکے ہمارے مغز ہم عصر نے قطعی سطحی خیالات سے کام لیا ہے۔ ان کے نزدیک طکیر بھاجی اور طکیر کھاجا والی ضرب المثل ہی ایک اعلیٰ مساوات کا بیان ہے۔ جس سے انھوں نے اسلام کی اس زمین اصول کو ناپنا چاہا ہے۔ اس جگہ ہمارے مغز ہم عصر کو سخت ہوکا

لگا ہے۔ مساوات کے یہ معنی نہیں خاکروب کیا۔ اگر کوئی خاکروب بھی گیا گھڑا اور پھر شٹ شدہ ہو۔ مگر جب وہ اسلام کی گیان کی بیٹی میں پڑ کر سب الائیوں سے پاک ہو کر زاہد اور شفیق بن جاوے۔ تو اس وقت مساوات کا زمین اصول بلاشبہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جس پلیٹ فارم پر ایک علی (دینی) ذات کا زاہد اور عابد کھڑا ہے اسی پلیٹ فارم پر ایک چندال سے زاہد اور عابد شدہ بھی کھڑا کیا جاوے۔ کیونکہ از روئے زہد اور تقویٰ وہ دونوں یکساں ہیں نہ یہ کہ ایک بے بہا ترین گواہ کیلئے کو ایک ہی برتن میں ڈال دیا جاوے۔ اور پھر اسکا نام مساوات رکھا جاوے مساوات کے حقیقی معنی بقول ایک ہندی ماہر کے یہ ہیں۔ کہ جس مالا (تبیج) کا منکا (دوانہ) ہو اسی مالا میں پرویا جاوے۔ نہ یہ کہ سوری (دانی) کی (امیٹ) جو بارے (دبلا خانے) کو لگائی جاوے۔ اور پھر اس کا نام مساوات رکھا جاوے۔

ہماری نصیحت

آخر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اگر مسلمان بڑھنا اور پھلنا چھو لٹا چاہتے ہیں۔ تو انہیں پھر اسی اخوت دینی کو زندہ کرنا چاہیے۔ جو تیرہ سو برس ہوئے۔ ارض حجاز میں قائم کی گئی تھی۔ اس وقت ضرورت ہے۔ کہ ایک اسلامی برادری قائم کی جاوے۔ اور وہ معاہدے کرے کہ آپس میں شادی بیاہ کریں اور ہر ایک نو مسلم کو اس کی حالت اور حیثیت کے مطابق انکی شادی کر کے اپنی کمزوری میں لینگے۔ ہمارے خیال میں اسلام کی ترقی نیکوئی کا ہی ایک راز ہے کہ طکیر بھاجی اور طکیر کھاجا پر عملدرآمد کیا جاتا رہے۔ ورنہ ممکن نہیں کہ کسی سرزمین میں اسلام کی توحید کا بیج بویا جاوے۔ اور وہ سرسبز ہو سکے بعد تمام دوسرے ناقص درختوں کو فنا نہ کر دے۔

۱۰

شرح آدرنقہ

نمبر ۲۔

جن دوستوں کی نظر سے پہلا نمبر گزر چکا ہے انہوں نے کما حقہ اس بات کو محسوس کر لیا ہوگا کہ گرنتھ جیسی ضخیم کتاب کی شرح لکھنی کوئی آسان بات نہیں۔ اور پھر ایسی ضخیم کتاب سے باوا صاحب کے اقوال کو الگ کرنا بذات خود یہ ایک مشکل کام ہے۔ اور پھر ان کے اقوال کو الگ کر کے انکی شرح لکھنا جو اس سے بھی مشکل ہے۔ مگر اشاعت اسلام کیلئے ہمیں خواہ کتنی ہی مشکلات سے کیوں نہ گزرنا پڑے ہم ہر وقت تیار ہیں۔ اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضایع نہیں کرتا۔ ہماری درد پوری آواز انشاء اللہ تعالیٰ ضرور وقت پر اپنا پھل لائیگی۔ اس وقت بفضل خدا بہت سے سہک دست بھی نوٹس کے خریدار ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ انہیں ضرور نوٹس کے ساتھ محبت ہے۔ بغیر محبت کے کوئی کسی کا ساتھ دے نہیں سکتا :-

سکھوں میں سب باہیوں سے مقبول بانی جبکا ہر ایک سکھ علی الصباح اٹھکر وظیفہ کرتا ہے۔ وہ ”جپ جی صاحب“ ہے۔ اس لئے ہم ہی اس مبارک کام کو اسی مبارک بانی یعنی جپ جی صاحب سے ہی شروع کرتے ہیں۔

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय

”ایک اونکار ست گور پر شاد“

ایک اونکار مطلب واحد مطلق۔

شرح :- چونکہ جنم ساگھی بہائی بالا میں یہ لکھا ہے کہ جب بابا نانک کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ارشاد ہوا کہ تم ہندوؤں کے تیرتھوں پر جا کر لوگوں کو ان بدعتوں سے نکالو جن میں وہ مبتلا ہیں۔ اور انہیں قرآن شریف

کا وعظ کرو۔ تاکہ وہ ان بدعتوں سے نکل کر روحانی زندگی حاصل کریں۔

تیسرے بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ آ خداوند تعالیٰ وہ بولی ہو رہے ہیں۔ یعنی قرآن شریف عربی زبان میں ہے۔ اور ہندو لوگ عربی زبان ڈرتے ہیں۔ وہ بالکل نہیں سمجھتے۔ تیسرے بابا صاحب کو حکم ہوا۔ کہ تم قرآن شریف کی آیات کا ترجمہ ہندی میں کر کے سناؤ۔ سو اس لئے بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ قرآن شریف کی ہر ایک آیت کا ترجمہ ہندی بہاشا (شد کوں) میں کر کے ہندوؤں کو سناتے گئے تاکہ لوگوں کو پورا نہ معلوم ہو۔ اور کسی نہ کسی طرح سے حق کی آوازاں کے کانوں تک پہنچ جائے۔ اس ”جپ جی“ صاحب کی شروع میں جو ”اونکار“ کا لفظ لکھ دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا واحد لاشریک ہے۔ کوئی اسکا ثانی نہیں۔ ہندو لوگ جو برہما وشن ہیش وغیرہ کو جو خدا کا اوتار خیال کرتے ہیں دراصل یہ ان کی غلطی ہے۔ خدا نہ جنم لیتا ہے اور نہ مرتا ہے۔ وہ ذات پاک تو جنم مرن سے الگ ہے۔ دراصل یہ قرآن شریف کی اس آیت کا ترجمہ ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

قل هو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد۔ ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفو احد۔ ترجمہ :- کہو وہ اللہ ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے نہیں جنما اس لئے۔ اور نہ جنما گیا۔ اور نہیں ہے واسطے اس کے برابری کرنی والا کوئی۔

اب ان کھلے کھلے واقعات اور شہادات سے کہے انکار ہو سکتا ہے۔ وید تو ہرگز ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا۔ ایسی توحید سے پر اور معرفت تامہ سے لبریز تعلیم کا فخر صرف قرآن شریف کو ہی حاصل ہے۔ اور پھر ”اونکار“ کے یہ معنی بھی کئے جاتے ہیں کہ کل کائنات کے پیدا کرنے والا۔ اور پھر سب عالم کو نابود کرنی والا۔ ایک خدا ہے۔ سو تعلیم ہی قرآن شریف ہی کی ہے۔

یحییٰ ویمیت وھو علی کل شیء قدیر (سورہ ہود)

ہو اللہ یحییٰ ویمیت (مومن) اور از روئے بیا کرن۔ یعنی صرف بخو کے اس لفظ کے معنی رکھنا یعنی حفاظت کرنے والے کے بھی ہیں۔ اور بعض گہائی پرش یہی کہتے ہیں۔ یہ لفظ تین حروف اکار۔ ا۔ ک۔ ا۔ اور مکار سے بنا ہے۔ اور پھر تینوں حروف کی تفصیل الگ الگ ہے :-

اوراٹ۔ جو کل کائنات کے بنانیوالا یعنی خالق ارض و سما۔

اگن۔ جو گیان سرب اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

ا۔ ک۔ ا۔ جو محیط کل ہے۔

اوراٹ۔ ہر نہ گربہ

جس کے قبضہ و تصرف میں سورج وغیرہ عالم ہیں اور جو ان کو منور کرتا ہے۔ اب اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تعلیم قرآن شریف سے حاصل نہیں کی۔ و سخن الشمس والقمر ۱۳۳

ترجمہ :- ”سخن کیا سورج اور چاند کو۔ پھر و سخن لکم الشمس والقمر ابین ۱۳۳ ترجمہ :- ”سخن کیا و سخن ہمارے سورج اور چاند کو اور جو انکو منور کرتا ہے۔

”ا۔ ک۔ ا۔“ جو سر و شکتی مان۔ یعنی قادر مطلق ہے۔

”تجس“ جو تمام عالموں کے روشن کرنیوالا ہے۔ قرآن شریف میں اسکو واضح کر نیکی لئے کہا گیا ہے۔ ”اللہ نور السموات والارض۔ اللہ نور ہر آسمانوں اور زمین کا“

مکار کی تفصیل

”ایثار“ جو تمام جہانوں کا مالک قادر مطلق ہے۔

3. "Adat" جو لا زوال ہے

4. "Pragya" جو گمان سوچ اور عالم الغیب اور سرور گویہ یعنی دانائے کل ہے

5. "Mata" سرت نام "مطلب اس کا نام حق ہے۔ شرح سرت اس چیز کو کہتے ہیں جو کا عدم تینوں زمانوں میں نہ ہو۔ یعنی ایشور ازلی ابدی اور عدم دینیت سے بری ہے۔ نام سمر مراد ذات حق ہے۔ اس جگہ بھی ایک عجیب نگ میں باوانانک رحمۃ اللہ علیہ نے "ادتار" کے عقیدہ کا رد کیا ہے

6. "Mata" کرتا پر کہہ تمام چیزوں کا خالق ہے۔ یہاں ایک عجیب نکتہ معرفت کا پتہ ملتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ باوانانک رحمۃ اللہ علیہ نے کشتی رنگ میں معلوم کر لیا ہو گا کہ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد ہندوستان میں ایک ایسا مذہب جاری ہو گا کہ جو ایشور کو باوجود سرور و شکستہ مان ہونیکے معطل خیال کر لگا۔ سو اس جگہ باوانانک رحمۃ اللہ علیہ نے ہنایت احسن طور سے اس بات کا کھنڈن کیا ہے۔ آریہ مذہب کا عقیدہ ہے کہ ارواح اور ذرات و اجسام معہ اپنی تمام قوتوں اور کششوں اور خاصیتوں اور اکوں اور قوتوں کے خود بخود ہیں۔ اور اپنے وجود کے آپ ہی خالق ہیں یعنی ان کے عقیدہ کے رو سے ان کا ایک ایسا خدا ہے کہ اس کا اپنی ذاتی قوت اور قدرت پر چلنا غیر ممکن ہے اور اس کی اسیدیں ایسے وجودوں پر لگی ہوئی ہیں جو اس کے ہاتھ سے پیدا نہیں ہوئیں۔

باوانانک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقی خدا اور سرور و شکستہ مان کی قوتوں کا انتہا لگانا انسانی ادراک اور فہم و فراست سے بالاتر ہے۔ مگر آریہ مذہب کے عقائد کے رو سے آریہ سماج کے ساختہ اور پرداختہ ایشور کی قدرتیں محدود رہ جاتی ہیں۔ یعنی وہ ایسا کم بضاعت پر میشور ہے کہ اس کی تمام قوتوں کی حد معلوم ہو چکی ہے

اور اگر اس کی قوتوں کی بہت ہی تعریف کی جائے تو اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ اپنے جیسی قدیم اور انادی چیزوں کو معماروں کی طرح جوڑنا جانتا ہے اور اگر یہ سوال ہو کہ اپنے گھر سے کونسی چیز ڈالتا ہے۔ تو ہنایت انوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ "کچھ نہیں۔" غرض اسکی طاقت انتہائی مرتبہ صرف اس حد تک رکھتی ہے کہ وہ موجودہ ارواح کو جو قدیم اور اس کے وجود کی طرح انادی ہیں اور جنکی پیدائش پر اس کے وجود کا کچھ بھی اثر نہیں۔ صرف باہم پیوند کر دیتا ہے مگر باوانانک رحمۃ اللہ علیہ ہنایت زور و شور سے اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ تو

کرتا پر کہہ یعنی تمام چیزوں کا خالق

مگر برخلاف اسکے آریہ سماج کا ایشور ان صفات سے بالکل الگ تہلگ ہے۔ اب باوانانک رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد تبصرہ اس بات پر شہادت دے رہے ہیں۔ کہ آپ نے ویدوں کی تعلیم کو ناقابل طمینان سمجھ کر اسلام کی طرف رجوع کیا۔ اور انوں کی اچھی طرح معلوم کر لیا کہ اسلام کا خدا واقعی شرور و شکستہ یعنی قادر مطلق خدا ہے اور ایسے خدا کا ہی دامن پکڑ کر ہم اس ہوساگر یعنی دنیاوی خواہشات اور کمندوں سے الگ تہلگ ہو کر حقیقی شکر اور دایمی نجات کو حاصل کر سکتے ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

پندت دیانند کی وید بہاش

پرسرری نظر

نمبر ۳۳

رگوید پہلا ادھیائے پہلا سنڈل دوسرا سوکت

دایو اندر وغیرہ دیوتا۔

بشوا متر کے بیٹے مدھو چھندارشی۔

پہلا منتر۔

پہلا منتر

اصل ترجمہ ہے۔ درشنیہ یعنی خوشنما والو دیوتا تو ہمارے پاس آ۔ یہ سوم رس تیار ہے۔ اس کو پی اور ہماری مناجات سن۔

پندت دیانند کا ترجمہ (دایو کو ایشور مانا گیا ہے۔ گیان سے دیکھنے کے لائق لا انتہا طاقت والے سب پران روپ انتریاچی (غیب دان) پر میشور آپ ہمارے دل میں ظاہر ہو جائیے کیسے آپ ہیں۔ کہ جنہوں نے ان ظاہری دنیوی اشیاء کو سی رکھا ہے۔ آپ ہی ان اشیاء کے محافظ ہیں۔ اس سے ان کی حفاظت ہی کیجئے اور ہماری استوتی (حمد) کو سنئے۔

(دایو کو ہوامان کر) ویسے ہی پھولے وغیرہ صفات دیکھنے کے لائق دایو (ہوا) سب مورتی مان (شکل وک) اشیاء کا ادھار (سہارا) اور جانداروں کی زندگی کا باعث دنیوی دایو (ہوا) سب کو حاصل ہوتا ہے۔ پھر جس دنیوی ہوائے دنیا کی اشیاء کو سجا یا ہوا ہے۔ وہی ان اشیاء کی حفاظت کا موجب ہے اور جس سے سب جاندار لوگ کہنے اور سننے روپ ہو مار کہتے سنتے ہیں۔

دوسرا منتر

اصل ترجمہ۔ اے دایو (ہوا) یک کے جاننے والے۔ اور حمد کرنے والے۔ سوم رس تیار کر کے ہمتارے حمد کے راگ کا کرتا ہی تعریف کرتے ہیں۔

پندت دیانند کا ترجمہ ہے لا انتہا طاقتور ایشور جو جو بیگیاں روپ و علم ظہور کو حاصل ہو بیوالی دوائی (سوم رس کی جگہ دوائی بنادیا ہے حالانکہ سچ بیہے۔ کہ سوم رس ایک قسم کی بولی کا رس ہوتا ہے۔ جو خمر کی طرح سنٹی اثر رکھتی ہے اور جسے یک میں اکثر لوگ استعمال کیا کرتے ہیں (نور) وغیرہ اشیاء کے رس کو پیدا کرنے حمد اور شکر کے کرنے والے عالم (دودان) لوگ ہیں۔

دیدوکت استوتوں سے آپ کو ساکشات سامنے دیکھنے یا حاضر کرنے کیلئے استوتی کرتے ہیں۔ ناظرین یہاں مزید بات یہ ہے کہ دیانند جی اس منتر

صرف ایک ہی جگہ کر سکے۔ اس کے دوسرے معنی چھو گئے۔

KHILAFAT LIBRARY

تیسرا منتر

اصل ترجمہ :- اے وایو (ہوا) مہتا سے سوم گون ظاہر کرنیوالے واک (کلام) سوم میں پینے کیلئے ہون کرنیوالے جمان کے پاس آتے ہیں (جس سے) تیرے قبو لیت کی آواز آتی ہے۔

پندت دیانند کا ترجمہ (وایو کو ایثور بنا کر) اے وید وویا کے پرکاش کرنیوالے پریشور آپ کے سب علوم کے تعلق سے علم کا ظہور کرانے اور بہت سے علموں کے مطلبوں کو حاصل کرنے والے چار ویدوں (چار ویدوں کو دیانند جی خواہ خواہ پیچ میں گھسیٹنے کی کوشش کرتے ہیں ورنہ یاد رہے کہ رگ وید میں کہیں بھی چار ویدوں کا ذکر نہیں اور نہ اب تک کسی ایک وید کا ذکر آیا ہے۔ سنسکرت لفظ یہاں دہیا ہے۔ جس کے معنی گھونامی مشہور ویدک ڈکشنری نے صرف واک یا کلام لکھا ہے۔ جیسا کہ اصل ترجمہ میں درج ہے۔ اور جو دیانند جی بھی دوسرے ترجمہ کے وقت اس کے معنی کلام یا بانی یا آواز کے لیتے ہیں۔ مگر کس قدر تعجب و رافوس اس چال پر ہے کہ اس جگہ اس لفظ کے معنی خواہ خواہ اپنے پہلے ترجمہ چاروں ویدوں کے ساتھ وابستہ کر دیتے ہیں جبکہ انہیں کوئی اختیار نہیں ہ کی بانی ہے۔ سو جاننے کے لائق دینیوی اشیاء کے ہمیشہ فکر کرنے اور نیز بلا کے پیار کے ساتھ علم (ودیا) دینے والے پرشواہتی (دہمتی) عالم کو حاصل ہوتی ہے۔

(وایو کو ہوا مانکر) اس دینیوی ہوا کے میل سے جو شبد (لفظ) اچارن (بولنا) سنانے اور بہت سے اشیاء جاننے والے کلام (ناظرین عجز کریں اس کلام کی جگہ دیانند جی نے پہلے ترجمہ میں چار ویدوں کو دہر گھسیٹا تھا کیسی مزید ارجال ہے) ہے۔ سو دینیوی اشیاء پینے کے لائق (لفظ سوم پینے کے صاف معنی جو ہر ایک سنسکرت دان جانتا ہے کہ سوم کا رس پینے کیلئے ہے۔ یہی اصل ترجمہ میں درج ہے۔ مگر دیانند جی کی چال دیکھئے آپ یوں

اس کے معنی اولیتے ہیں۔ دنیاوی اشیاء پینے کے لائق (سکو میو) یا شبد اچارن بنائیوالے۔ آہ! الفوس! یا

سیدنا سوم رس نہیں کہتے بلکہ دینیوی اشیاء کے پینے کے لائق رس کو وغیرہ کہتے ہیں۔ یہ عجیب معنی کسی شروت یا نگہو یا ہباش کارنے نہیں لکھے۔ اوہ ہم غلطی کرتے ہیں۔ دیانندی ہباش تو ملکی ترقی کے لئے ہے۔ ناظرین ہم زیادہ لفظی بحث میں پڑنا پسند نہیں کرتے۔ صرف ایک دو نمونہ کی مثالیں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر درج کرتے ہیں۔ ورنہ ”دنیا“ اور ”سوم پینے“ جیسی کتنی غلطیاں نکل سکتی ہیں (رس کو پینے یا شبد اچارن سنانے پر شواہتی عالم کو حاصل ہوتے ہیں)۔

چوتھا منتر

اصل ترجمہ :- اے اندر (بارش کا دیوتا) اور وایو (ہوا) یہ سوم رس تیار ہیں۔ ان (کھانا) لیکر آؤ۔ سوم رس تمہاری خواہش کرتا ہے۔

پندت دیانند کا ترجمہ :- اس منتر کی تشریح نہایت لمبی اور بے سرو پا ہے۔ جس میں دیانند جی نے اپنے فرضی دلائل اور ترجمہ کو ایسا غلط ملط کیا ہے۔ کہ ایک کا دوسرے سے تیز کرنا نہایت مشکل ہے۔ لیکن گویہ کے دو اور منتروں کا ترجمہ بھی اسی میں گھسیٹ دیا ہے مگر خیر اس منتر کے الفاظ کے متعلق جتنے معنی ہم نکال سکتے ہیں۔ انہیں ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

جیسے ظاہر جل (پانی) کر یا مٹے یگ اور پر اپت ہو کر لائق ہوگ سورج اور ہوا کے میل سے پرکاشت ہوتے ہیں۔ یعنی جسطرح سورج اور ہوا دنیا کی اشیاء کو حاصل ہوتے ہیں ویسے ان کے ساتھ ان منتر (وسیلوں یا سببوں) کر کے سب جانداران (خوراک) وغیرہ سیر کرنیوالے اشیاء کے سکوں کی خواہش کر رہے ہیں۔ جو جل (پانی) کر یا مٹے یگ اور حاصل ہونیکے لائق ہوگ ہیں۔ جس سبب سے مذکورہ سورج اور ہوا کے میل سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی سبب خوراک وغیرہ اشیاء کے میل سے سب جانداروں کو سکھ حاصل ہوتا ہے۔

ہمارا نوٹ :- چوتھے منتر پر پہنچ کر پندت دیانند جی

نے جب اندر اور وایو وغیرہ دیوتے دیکھے۔ تو ایسے چکر آئے کہ اول تو ترجمہ میں بہت کچھ اناب شتاب عبارت ماکراسر غلط ملط کر دیا ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر اپنے فرضی ایثور کو یہی ایسے بھولے کہ اس منتر میں اسکا نام بالکل نثار رہے۔ ”سورج“ اور ہوا ”خوراک“ اور ”ہوگ“ کا ذکر ضرور ہے (توجہ طلب الفاظ ہم نے مولے کر دیئے ہیں۔ کیوں؟ کہنا۔ اور ہوگ سونا۔ اور چاندی۔ علم اور کلوں کے کارخانے انہیں سو تو ملکی ترقی یا دیش انتی“ ہوتی ہے۔ اس لئے دیانندی میک ایثور بار بار اس قسم کی پرارتھنا میں (دعا میں) دوہرا چلے جاتا ہے۔ کیا اعلیٰ درجہ کی روحانیت وید کے اصل منتروں اور نیز اس ترجمہ سے ممکن ہے۔ اور فسق و فجور سے بچنے کیلئے کیا اتم اور اکمل واسطہ۔ اس وید منتر کے ترجمہ میں تہلانی گئی ہیں یا در ہے کہ اے پریشور کہہ کر اس کے آگے لیے چوڑے القاب اور صفات لگا دینے سے کوئی روحانی مضمون نہیں بن جایا کرتا۔ اور نہ ہی سورج اور ہوا کے ذریعہ دینیوی ہوگ اور کہانا وغیرہ اڑانے کا نام علوم دینیوی کی تعلیم ہے۔

پانچواں منتر

اصل ترجمہ :- اے ہوا اور اندر (بارش کا دیوتا) تم تیار شدہ سوم رس کو جانتے ہو۔ تم ان والے ہون میں رہتے ہو۔ جلد نزدیک آؤ۔

پندت دیانند کا ترجمہ :- اے علم کل ایثور آپ کے دمارن کئے ہوئے صبح کے وقت کی طرح روشن مذکورہ بالا سورج اک اور وایو آپ کے پیدا کئے ہوئے اشیاء کو دمارن اور پرکاش کر کے ان کو جانداروں کی نظر کے سامنے لاتے ہیں۔ اسی سبب سے وہ جلدی سے ان اشیاء کے نزدیک ہوتے رہتے ہیں۔

چھٹا منتر

اصل ترجمہ :- اے ہوا اور اندر سوم رس کے تیار کرنے والے جمان کے تیار شدہ سوم رس کے نزدیک آؤ۔ کیونکہ اے پرشوان تمہارے آنے سے رسومات جلد پورے ہو جائیں گے۔ پندت دیانند کا ترجمہ ہے رب کے انتزاعی (غیب دان ایثور) جیسے آپ کے دمارن کئے ہوئے دنیا کے

اس قانون کا ماخذ قرآن مجید کی یہ آیت ہر وہ ان طائفوں میں
المؤمنین آفتلو افاصلو اینہما فان بغت احدہما علی الآخر
فقاتلوا الی تیغی حتی توفی الی امر اللہ فان فاعت فاصلو اینہما باللیل

دنیا کی تمام مملکتوں و مہذب سلطنتوں میں معاہدہ ہے کہ
 باہم اگر دو ممالک تعلق رکھیں گے۔ کوئی سلطنت دوسری سلطنت
 کیساتھ جنگ نہ کرے گی۔ اگر کوئی سلطنت اس معاہدہ کی خلاف ورزی
 کرے گی تو دوسری سلطنتیں صلاح مشورہ سے اس کو راہ راست پر لائیں گی اور اگر
 صلاح مشورہ کارگر نہ ہوگا تو دوسری سلطنتوں کا فرض ہوگا کہ جو برسرِ نیابت
 پایا جاوے اس کی سرکوبی کریں یہ معاہدہ جیسا عجیب و غریب ہی مفید
 بھی ہے۔ اس کے زیرِ دستوں کی حمایت ہوتی ہے۔ اور زبردستوں کو
 جبر و تعدی سے روکا جاتا ہے۔ اسی معاہدہ کی برکت ہے کہ آج ہاں
 بڑی بڑی اور طاقتور سے طاقتور سلطنتیں موجود ہیں۔ چھوٹی
 چھوٹی طاقتوں یا ریاستوں کا وجود بھی پایا جاتا ہے۔ اس معاہدہ
 کو انٹرنیشنل رول یا قانون بین الاقوام کہتے ہیں۔ ایک وقت
 تھا کہ جنگ و م و روس کے موقہ پر ٹرکی اپوزیکو ام عہدہ داروں کی حیثیت
 و کورنکی سے ایسی نازک حالت تک پہنچ گئی تھی کہ روس قسطنطنیہ
 کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس وقت انگلینڈ نے انٹرنیشنل رول کے
 اقتضائے ترکی کی حمایت کی اور وہ بچ گئی۔ ورنہ اس کا نام دنیا کے
 معدوم ہو جاتا۔ برٹش اسپائر کا مسلمانوں پر یہ وہ حسانہ جسکی
 شکر گزاری وہ ادا نہیں کر سکتے۔ کریٹ کے معاملہ میں جب ^{انٹرنیشنل} نان رول
 کی مٹھی بھیسڑ ہوئی تو انٹرنیشنل رول نے یونان کو بچا لیا ورنہ یونان کا
 نام صرف غلط کی طرح منقوہ ہستی سے مٹ جاتا۔ کوریا کے معاملہ
 میں جب جاپان اور روس میں لڑائی ہوئی اور روس مغلوب ہوئے
 کے قریب قریب پہنچ گیا۔ تو امریکن پریسیڈنٹ انٹرنیشنل رول
 پر نظر رکھ کر تیج پکاؤ کے روس کو بچا لیا۔ انرض یہ قانون نظام
 عالم کی اسطے نہایت ضروری ہے۔ اگر یہ نظر انداز کیا جاوے تو
 ہی سلطنتوں کا استیصال ہو جاوے گا۔ اور اسن و امان دنیا سے
 اٹھ جائے گا۔

سالتوا من منته

ہندو دیانت کا ترجمہ میں علم کا چاہنے پوچھنے
سب سکھوں کے دینے۔ یا کائنات اور جسم میں رہنے والے
سورج (کیا خوب کائنات اور جسم میں رہنے والے سورج
یہ آج ہی معلوم ہوا ہے کہ سورج میں ہی رہتا ہے۔ صدقہ
اس ویدک علوم و فنون کے ہر لوگ اور دشمنوں کو ناش
کرنے یا جم کے باہر اور بہتر رہنے والے پران اور اپان
دو یا مذہبی اپنی سلکت بہاش میں متر کے معنے پران
اور ورن کے معنے اپان و ایو لکھتے ہیں۔ مگر اپنے ہی ہندی
ترجمہ میں ورن کے ساتھ پران اور اپان و ایو کے الفاظ
لگا دیتے ہیں۔ روپ و ایو کی پراپت ہوں یعنی ماہر اور
بھیکر کی اشیاء جس جس علم کے لئے رپے یا بنائے گئے ہر
ان سبوں کا رس اس کے لئے آپ یوگ دیل کر دیں

فرد: لحاظ خاطر کریں۔ جو شخص پچھت کے فیصلے سے انحراف کرے اسکو برادری یا جماعت و خلیفہ کیا حاصل کرے گی یا نہ کرے گی (نور الدین تاج محمد گوجرانوالہ)

اصلی میر اور میر کا سرمہ شہادت

اصلی میر اور میر کا سرمہ کا اعلان عرصہ شائع ہو رہا ہے۔ اس اثناء میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق تیار کیا گیا ہے۔ یہ اصلی میر جس کو خود حضرت نے دیکھ کر اصلی میرا ہونے کی تصدیق کی اس میں دالا گیا ہے۔ حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا کہ میرا لئے امراض چشم بیکار مفید است۔

اس شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ چار لاکھ افراد کا اناٹم جو طبی حیثیت اور تجربہ سے یہی طبی امام کہلا نیکا حقدار ہے۔ اس کے سفید ہونے کی شہادت دیتا ہے۔ یہ سرمہ دہندہ جالا۔ پیولا۔ اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے۔

قیمت سرمہ قسم اول (پانچ روپیہ) (ص)
قسم دوم (تین روپیہ) (ص)

سنت سلاجیت

مقوی جمیع اعضاء نافہ صرغ مشہی طعام قاطع بلغم و ریح و دفع بواسیر اور جذام و استسقا و زردی و رنگ۔ و تشنگی و افش و شیخو حیت و فساد بلغم۔ و قاتل کرم شکم۔ مفت سنگ گردہ و مثانہ۔ و سہل بول و سیلان سنی۔ و کیوست و درد مفاصل و غیرہ و غیرہ امراض کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں۔ مشہدی۔ پشاور۔ اور بادامی۔ سیاہ۔ اور سفید۔ ماشی۔ ایشمی۔ سوئی۔ نٹری۔ صلتی۔ سفید اور بادامی۔ پشاور کی لٹیاں۔ اور زردی کی پشاور کی جوتیاں ہر قسم کی۔ اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

ارے دورو! جلدی دورو! جلدی واکٹر برمن کا عرق کاغذی آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے تو اس گھر میں ایسی بکار پڑ جاتی ہے۔ اور گھر اگر یہی کہتے ہیں کہ اگر پہلے ہی سے تھوڑا سا جو تویہ تکلیف ہی کیوں اٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں عرق کاغذی کی ایک شیشی لیکر گھر میں ڈال کہتے ہو۔ یا اصلی عرق کاغذی ۲۲ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انول دوا ہے۔ گرنی کے دست پیٹ کا درد دور و دور تک کے لئے اسیر کا حکم رکھتی ہے۔

قیمت فی شیشی ۴۰ محصولہ اک ایک شیشی سے لیکر چار شیشی تک ۵۰

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا گھر میں رکھنی چاہئے۔ یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے اس کا رنگ بھی مثل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی مانند رہتی ہے۔ یہ عرق واکٹر برمن کی صلاح سے لایقہ نامی دوا وائٹش سے بنایا ہے۔ ریح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ کا پیولنا۔ و کار کاٹنا۔ پیٹ کا درد۔ بد ہضمی۔ متلی اور اشتہا کاٹم ہونا یہ سب ریح کی علامتیں دور ہو جاتی ہیں۔ گود کے بچے کیلئے اس سے بڑبڑ اور کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔

قیمت فی شیشی (۸۰ محصولہ اک (۵۰)

پیپرمنٹ کاشیل

پیٹ کا وہ بد ہضمی اور ریح کے فساد میں یہ ایک بہت مشہور دوا ہے۔ پیپرمنٹ ارفی سے منگایا جاتا ہے۔ ولایتی پیپرمنٹ سے یہ کہیں بہتر اور مفید ہے۔ اس پیپرمنٹ میں تارین کا تیل ملا کر ایک کی مین شیشی بنائے لوگ بازاروں میں ۴۰ ۶۰ رو کو بیچتے ہیں۔ ادھ اولس کی شیشی کی قیمت ۱۰۰ اور محصولہ اک ایک شیشی سے لے کر شیشی تک ۵۰

داگر دایس کے برمن
نہروہ تارا چند دت سرپرست کلکتہ

مفت! مفت! مفت! سو آخری حضرت یہ اس ولی اللہ کی سوانح عمری باوانانک جتہ اللہ علیہ زمانہ میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ کل ہندوستان پر سیدی کے گھٹا ٹوپ بادل چیلے ہوئے تھے۔ ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہو کر ان کے عقائد باطلہ کا کھنڈن کر کے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا۔ یہ کتاب قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرا لکھی گئی ہے۔ قیمت صرف ۸۰۔ ایک درجن کے خریدار سے صرف لقمہ یعنی فی کاپی ۲۰۔ جو صاحب خور کے دو خریدار پیدا کریں گے ان کو یہ مفت دی جائے گی۔

ملنے کا پتہ: مینجر "نوس" قادیان ضلع گورداسپور

کارخانہ راحت و عطریات قنوج

یہاں ہر قسم کے عطریات گلاب کیورہ۔ موتیا چنبلی۔ خنا۔ مرابندی گل وغیرہ فیتورہ سے لیکر وہ روپیہ تک۔ اور تیل بانوں کا۔ چنبلی۔ خنا۔ وغیرہ فی سیر ایک روپیہ سے لیکر وہ روپیہ تک۔ اور عرق گلاب کیورہ وغیرہ فی سیر ۴۰ روپیہ تک اور ہر قسم کے عطر دان اور ہر قسم شیشیاں۔ گلقد۔ قوام تاکو خورد فی خیرہ خوشبو دار وغیرہ لوازمات۔ از روئے بازار نرخ ترسیم ہوتا ہے۔ جو صاحب طلبہ یاوں مع نام پورا پتہ خوش خط بنام کارخانہ ارسال فرماویں اجازت دینے یا پیشگی قیمت حضور ماریلو سے پارسل کے واسطے کچھ نقد ضرور آنا چاہئے۔

المشہد کارخانہ راحت روح عطریات قنوج محمد عبداللہ

وسعد اللہ احمدی سے مل سکتا ہے۔

سومنگلا ایک مذہبی دلچسپ پر لطف ناول جن میں روتنا سچ کی نفویت۔ تناسخ خوفناک برائیاں۔ تناسخ کے شرناک سے شرناک تیلج کو نہایت اعلیٰ کمال اور دستور پیرا میں لکھا گیا ہے۔

قیمت ۲۰

ملنے کا پتہ: مینجر اخبار نور قادیان

KHILAFAT LIBRARY

المشہد احمد نور کابلی ہاجر سو اگر قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)